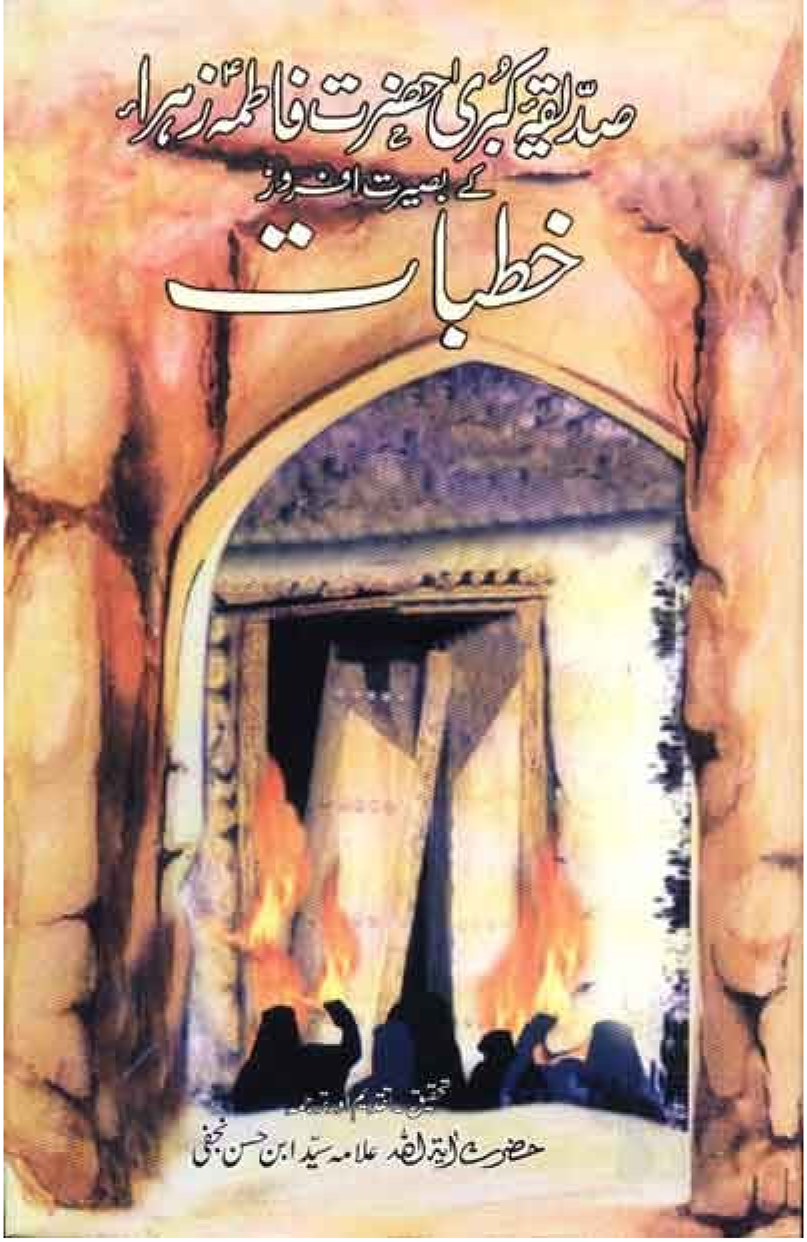
صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراؑ
کے بصیرت افروز
خطبات
حضرت آیۃ اللہ علامہ سید ابن حسن نجفی

صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراؑ
کے

بصیرت افروز

خطبات

تحقیق۔ تقدیم اور ترجمہ
حضرت آیۃ اللہ
علامہ سید ابن حسن نجفی

ادارۂ تمدن اسلام کراچی پاکستان

جملہ حقوق محفوظ

صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا
کے
بصیرت افروز خطبات

تحقیق۔ تقدیم۔ ترجمہ

حضرت آیت اللہ علامہ سیّد ابن حسن نجفی

پیشکش

سیّد شمس نجفی

ناشر

ادارہ تمدن اسلام، کراچی۔ پاکستان

ملنے کا پتہ

خُراسان بُک سینٹر

۱۲ سنیعہ آرکیڈ برنس روڈ کراچی: ۷۴۸۰۰

فون: ۲۲۲۱۷۱۸

اشاریہ

صفحہ

حرفِ تقدیم ۵
یہ خطبے ــــــــ؟! ۷
اختصار کے ساتھ ــــــ! ۲۴
خدا کی حمد و ثنا اور نظریۂ توحید ۲۹
رسولؐ کا مقامِ شرف اور بعثت کے اغراض و مقاصد ۳۹
اُمّت کی ذمّے داری۔ نظریۂ امامت اور ۴۹
قرآن کی اہمیّت و افادیت
شریعت کے احکام اور ان کا فلسفہ ۵۷
اپنا تعارف۔ اپنے عظیم باپ کی توصیف اور ۶۵
اپنے خدا پسند شوہر کی جاں فشانیوں کا بیان
اور ... جب پیغمبرِ اکرمؐ۔ اس دُنیا میں نہ رہے۔! ۷۹
وارثِ ضمیرِ رسالتؐ۔ اور فدک کی بات ــــ! ۹۳
جماعتِ انصار سے خطاب ۱۰۳
خواتین سے گفتگو ۱۲۳

بسم الله الرحمن الرحيم

حرفِ تقدیم.....!

جنابِ زینبؑ کبریٰ کے تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبے جیسے ہی چھپ کر منظرِ عام پر آئے، قدردانوں کی جانب سے اس پیش کش کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی!

اور اسی لیے بار بار ہمیں اس کی اشاعت کی تجدید کرنا پڑی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اہلِ نظر کا اصرار تھا کہ اگر خاتونِ جنت جناب فاطمہؑ زہراء سلام اللہ علیہا کے خطبے بھی اسی طرز و روش سے شائع کردیے جائیں تو اُردو زبان کے ایمانی ادب میں ایک گراں بہا اضافہ ہوجائے گا۔

ادارۂ تمدنِ اسلام کے کار پردازوں نے اس خواہش کو حضرت آیت اللہ علامہ نجفی تک پہنچادیا۔ علامہ صاحب نے جواباً

ارشاد فرمایا کہ وہ آج کل صدیقۂ کبریٰ حضرت فاطمۃ زہرا کی حیات طیبہ پر کتاب مرتب کر رہے ہیں اور سیّدہ عالمؑ کے خطبے اس کا اہم جزو ہیں۔ اب کرم فرماؤں کی فوری طلب ہے تو اس حصے کو پہلے چھاپ دیجئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں قلم کا کام پورا ہوا، خطبات ہمیں مل گئے۔ اور اب طباعت کی منزلیں طے کر کے کتاب معزز پڑھنے والوں کے سامنے ہے۔

اللہ کرے حسبِ سابق علم دوست طبقے کو ہماری یہ محنت بھی پسند آئے۔

ادارۂ تمدّنِ اسلام

یہ خطبے.......؟!

مخدومۂ عالم کے یہ خطبے متن و سند کے لحاظ سے اس مایۂ ناز علمی ذخیرے میں شمار ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے دانشوروں کے معتبر مجموعوں میں صدیوں سے محفوظ ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ ان وثائق کو بھی ان اہم دستاویزوں کے مرحلوں سے گذرنا پڑا جو وقت کی حکومت کے لیئے ناقابلِ قبول رہی ہیں! اور کون نہیں جانتا کہ جو تحریر، تقریر یا تخلیق کسی ہیئتِ حاکمہ کے سیاسی مزاج کے خلاف ہو تو اسے بہرحال ریاستی جبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے! ...... جیسے، نشر و اشاعت پر پابندی،

عوام تک پہنچنے کے ذریعوں سے محرومی!

اور یہ سوچ کر کہ اس نامرغوب خطاب یا غیر مطلوب کتاب کے مضامین بعض اصول پسند اور ذمّے دار اشخاص کے وسیلے کسی وقت بھی دنیا کے سامنے آسکتے ہیں۔ لہٰذا پیش بندی کے طور پر ایک حرکت یہ کی جاتی ہے کہ اس طرح کے کاموں کو مشکوک بنادیا جائے.......!

چنانچہ بااختیار بزرگوں کا اشارہ پاتے ہی، انتظامیہ جاگ اُٹھتی ہے۔ مفاد پرست عناصر مستعد ہوجاتے ہیں۔ ابلاغِ عامّہ کے کار پرداز تردید وتحریف کی مہم سر کرنے لگتے ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ ذہنی دہشت انگیزی کا ہر حربہ آزمایا جاتا ہے!

اربابِ اقتدار اوران کے ہمنوا اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے اس حد تک زمین ہموار کرلیتے ہیں کہ عرصۂ دراز تک عوام النّاس دُھوکے پر دُھوکا کھاتے رہتے ہیں!

فخرِ مریمؑ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے ان قیامت خیز اور فکر انگیز خطبوں کے ساتھ بھی زمانے کے ہاتھوں وہی سلوک ہوا جو سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''خطبۂ غدیر'' کے سلسلے میں روا رکھا گیا! یعنی۔ یہ مستقبل ساز اور حکمت طراز شاہکار کسی طریقے سے سلوٹ نہ بچے، کہیں اس کا چرچا نہ ہوسکے اور کبھی

بات نکلے بھی تو کوئی اور توجیہ کر دی جائے!

لیکن دانش وآگہی کی روشنی جب تیز ہوتی ہے تو حقیقت کو ایک نہیں کئی آنکھیں اور کئی زبانیں مل جاتی ہیں! پہلے تو سیّدہ عالمؑ کی یہ رہنما تقریر اس وقت کے صاف شفاف دلوں اور سنبھلے ہوئے دماغوں کی تہوں پر نقش ہوگئی۔ پھر اس دور سے تعلق رکھنے والی متوازن ہستیوں نے آپس میں اس کی ترسیل کا فریضہ انجام دیا۔ ایک نے دوسرے کو یہ جواہر پارے منتقل کیے اور اس عنوان سے آنے والی نسلوں تک اس بیش بہا سرمائے کو پہنچانے کے راستے بھی نکل آئے۔

چنانچہ تیسری صدی ہجری کے معروف ادیب اور مشہور مورّخ (ابنِ طیفور) لکھتے ہیں کہ: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے جناب زید شہید کا بیان ہے۔[1]

---

[1] یادداشت: روایت کا ماخذ محلِ نظر ہے۔ املاء، بیان، نقل اور لکھائی چھپائی وغیرہ میں کہیں نا کہیں ذرا سی بھول چوک ہوتی ہے۔ کیونکہ بُعد زمانی کے سبب ابن طیفور جناب زید کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے۔ ہاں! جناب زید شہید کے ایک صاحبزادے تھے حسین ذوالدمعہ اسی لیے آپ کو ابوالحسین کہا جاتا تھا۔ نیز حسین ذوالدمعہ کے ایک پرپوتے بھی ابوالحسین کہلاتے تھے۔ ان کا شمار بھی تاریخ ساز ہستیوں میں ہوتا ہے۔ اور ابن طیفور نے ان کا زمانہ دیکھا تھا۔ اب اگر ابن طیفور کی یہ عبارت ذکرت لابی الحسین زید بن علی ابن الحسین ----- اس طرح پڑھی جائے: ذکرت لابی الحسین حفید زید ابن علی ابن الحسینؑ ----- (زید ابن علی ابن الحسینؑ کے پرپوتے ابوالحسین سے میں نے جناب فاطمہؑ کی تقریر کا تذکرہ کیا ....) تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا۔ باقی حوالے درست ہیں۔ مجتبیٰ

''جدّہ ماجدہ کے ارشادات خاندانِ ابوطالبؑ میں سب
کو ازبر تھے۔ ہمارے بڑے اپنے بزرگوں کے حوالے
سے ہمیں یہ خطبے یاد کرواتے تھے۔ بلکہ جو لوگ بھی دامنِ
اہل بیتؑ کو تھامے ہوئے تھے وہ سب کے سب باہمی
طور پر ان کی تعلیم میں منہمک رہتے تھے۔''

اور یہ جملہ بھی جناب زید ہی کی زبانی مذکور ہے:

''مجھے میرے پدرِ عالی قدر حضرت علی ابن الحسینؑ نے یہ
کلام حفظ کروایا تھا۔''

بلاغات النساء۔ صفحہ ۲۱

(ا) اب ابنِ طیفور کا نام آ ہی گیا ہے تو یہ بھی بتاتے چلیں کہ نامی گرامی محقق ابوالفضل احمد ابن طاہر عرف ابن طیفور (۲۰۴ھ۔ ۲۸۰ھ) نے مامون الرشید کا زمانہ پایا تھا۔ اور اس دور میں ''فکر و قلم'' کو چونکہ تھوڑی سی آزادی حاصل تھی۔ نیز ہر طرح کا لٹریچر علماء اور کتب خانوں تک پہنچنے لگے تھے۔ بنابریں پہلی مرتبہ اس حق پسند مصنّف نے بڑی چھان بین کے بعد، ادب میں رچی ہوئی اپنی تاریخی کاوش ''بلاغات النساء'' میں ان

خطبوں کو شامل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اور تین سلسلوں سے وہ ان کی سند لائے ہیں!

خیال رہے کہ موصوف کا تعلّق سوادِ اعظم سے ہے۔ اور ان ہی کی طرح اس مکتب فکر سے وابستہ بڑے بڑے صاحبانِ علم وفضل اور جانے پہچانے قلمکار جن کی کتابوں کو مسلمانوں کے تمام فرقے شوق سے پڑھتے ہیں، انہوں نے بھی خاتونِ جنتؑ کی کوثر جیسی زبان سے نکلے ہوئے ان سچے موتیوں کو اکٹھا کر کے اپنے اپنے مجموعوں کی سج دھج بڑھائی ہے۔!

(۲) اس ضمن میں اکثریتی طبقے کے ایک اور قابلِ احترام دانشمند ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری۔ متوفّی ۳۲۲ھ کا نام ملتا ہے۔ جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں خاصے کارنامے انجام دیے ہیں..... اور جن کی ایک تصنیف ہے ''کتاب السقیفہ''۔ ان کے بارے میں ممتاز عالم عبدالحمید ابن ابی الحدید معتزلی (متوفی ۶۵۶ھ) رقم طراز ہیں:

وابوبکر الجوهری هذا عالمٌ محدّثٌ، کثیر الادب، ثقةٌ، ورعٌ اثنی علیه المحدثون و رووا عنه مصنّفاته۔	اور ابوبکر جوہری۔ یہ مانے ہوئے عالم، محدّث، ادب آفریں .... نہایت معتبر اور پرہیزگار بزرگ ہیں۔ سارے محدّثین نے انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور ان کے متاعِ فکر کی روایت کی ہے۔

(شرح نہج البلاغہ۔ ابن ابی الحدید۔ جلد ١٦۔ صفحہ ٢١٠۔ طبع مصر)

جوہری نے اپنی وقیع پیش کش میں خطبۂ فاطمی کی تفصیلات چار ذریعوں سے بیان کی ہیں۔

(٣) اور ابن ابی الحدید نے ہر طریقِ روایت کو لکھ کر علم دوستی اور امانت داری کا ثبوت دیا ہے۔

(٤) شہرۂ آفاق مورّخ احمد ابن واضح یعقوبی (متوفّی ٢٩٢ھ) نے جناب سیّدہ کی اس احتجاجی تقریر کا اپنی تاریخ میں حوالہ دیا ہے۔

(٥) مروج الذہب جیسی تاریخ کے آفریدگار علی ابن حسین مسعودی متوفی ٣٤٦ھ بھی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ نیز مسعودی لکھتے ہیں کہ میں اس خطبے کی تفصیل اپنی کتاب ''اخبار الزمان'' اور کتاب

''الاوسط'' میں لکھ چکا ہوں۔(مروج الذہب۔جلد ۲۔صفحہ ۳۱۱)

(۶) ابوالفرج علی ابن حسین اصفہانی۔متوفّی ۳۵۶ھ نے ''مقاتل الطالبین'' میں اس خطبے کی نشاندہی کی ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابنِ جعفر کے فرزند عونؔ کے حالات میں تر قیم کرتے ہیں:

اُمّہ زینب العقیلة بنت علیؑ ابن ابی طالب وامّہا فاطمة بنت رسول اللہؐ والعقیلة ھی التی روی ابن عبّاس عنہا کلام فاطمة فی فدك فقال: حدّثتنی عقیلتنا زینب بنت علیؑ	جنابِ عون کی والدہ۔علیؑ ابن ابی طالب اور رسولؐ کریم کی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کی صاحبزادی حضرت زینبؑ عقیلہ تھیں۔ اورفہم وفراست کی نشانی یہ وہی زینبؑ ہیں جن کے بارے میں جناب عبداللہ ابن عباس نے کہا تھا کہ ''حضرت فاطمہؑ کا فدک والا خطبہ مجھے عقیلۂ بنی ہاشم جناب زینبؑ سے دستیاب ہوا۔''

(۷) ابوالمظفر یوسف سبط ابن جوزی (متوفّی ۶۵۴ھ) بلند پایہ محدث، لائق اعتماد مفسّر اور قابلِ تعریف مورخ سمجھے جاتے ہیں۔

موصوف، اپنی بیش بہا کتاب ''تذکرة الخواص من الامة''

میں جناب معصومہؑ کی فصاحت و بلاغت پر گفتگو کرتے ہوئے آپ کے خطبۂ فدکیہ کے ایک خاص حصے کو تحریر میں لائے ہیں۔

تذکرۃ الخواص۔ صفحہ ۲۸۵۔ طبع بیروت

(۸) النہایہ لغتِ حدیث کا بڑا بھاری بھرکم مجموعہ ہے اور اس کے مرتب ہیں عربی ادب کے مانے ہوئے ماہر، نکتہ سنج بزرگ ابن اثیر جزری۔ متوفی ۶۰۶ ھ۔ ممدوح نے لفظ ''لمۃ'' کے ضمن میں جنابِ سیّدہ کے خطبے کی جانب اشارہ کیا ہے۔

(۹) اور اب آیئے نامی گرامی زبان شناس محمد ابنِ مکرم سے ملیں جو علمی حلقوں میں علامہ ابنِ منظور کہلاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق فرہنگ ''لسان العرب'' میں لفظ لم کے ذیل میں اس معجزآسا تقریر کی جانب توجہ دلائی ہے۔ ۱

---

۱ رحمتِ دو عالمؐ کی تنہا یادگار جناب صدیقہ کبریٰؑ نے اربابِ اقتدار کو آئین کے احترام اور قانون کی بالادستی کا احساس دلانے کے لیے جب مجمع عام سے خطاب کرنے کا عزم فرمایا تو موقع پر موجود رائع ابلاغ اور بعد میں اُبھرنے والے وقائع نگاروں نے اس لمحے کی ان لفظوں میں تصویر اُتاری ہے

لاثت خمارها على رأسها، واشتملت بجلبابها واقبلت في لمّة من حفدتها ونساء قومها۔ یعنی! آپ نے سر سے مقنعہ باندھا، اوپر سے عبا ڈالی۔ پھر کچھ پیش خدمت عورتوں اور خاندانِ ہاشم کی بہت سی خواتین کے گھیرے میں روانہ ہو گئیں! (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۱۰) علاوہ ازیں ہمارے دور کے ایک برجستہ محقق، مؤرخ اور نقاد ڈاکٹر عبدالفتاح عبدالمقصود نے اپنی گرانمایہ کتاب فی نورمحمد فاطمۃ الزہراء کی دوسری جلد میں صفحہ ۳۷۳ سے لے کر صفحہ ۳۷۸ تک اس خطبے کے بیشتر نکات کو موضوع فکر بنایا ہے۔

فاطمۃ الزہراء۔ طبع دارالزہراء۔ بیروت)

(۱۱) نیز اسی زمانے سے تعلّق رکھنے والے دمشق کے ایک ''نابغۂ روزگار'' عمر رضا کحالہ ہیں۔ ان کی محنتوں کے دفتر اعلام النّساء فی عالمی العرب و الاسلام کا پوری دنیا میں چرچا ہے۔ ہمارے کتب خانے میں اس کا نواں ایڈیشن ہے۔ کحالہ صاحب نے اپنی کتاب کی چوتھی جلد میں۔ ۱۱۶ سے ۱۲۳ صفحے تک صفحہ ۱۶ خطبۂ فاطمی کو بڑے سلیقے سے رقم کیا ہے۔

(اعلام النّساء۔ طبع موسّسۃ الرسالۃ۔ بیروت)

(۱۲) اور عصرِ حاضر ہی کے ایک مشہور و مقبول قلمکار توفیق ابوعلم جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ابن اثیر اور ابن منظور نے لثۃ یا لۃ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ لفظ گروہ، جماعت اور انبوہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ گویا سیّدہ عالم نے تقریر فرمانے کے لیے جب مسجد کا رخ کیا تو بڑی تعداد میں شہر کی مخدّرات آپ کے گرد حصار باندھے ہوئے تھیں (لسان العرب جلد ۱۲ صفحہ ۵۴۸)

مصر کے قد آور علماء میں شمار ہوتے ہیں۔انہوں نے اپنی بیش قیمت تصنیف اهل البیتؑ میں جناب خاتونِ جنتؑ کے زور بیان اور حاصلِ کلام کی عظمت و افادیت پر بات کرتے ہوئے پورے خطبے کو لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

(اہل البیتؑ۔صفحہ ۱۵۷۔طبع مصر)

اور اب شیعہ مکتبِ فکر سے وابستہ چند ہستیوں کے خرمنِ علم و آگہی سے بھی کچھ خوشہ چینی کرتے چلیں۔حقیقت یہ کہ اس مدرسے کے ہر دانشور نے اپنا خونِ جگر دے کر ''لوح وقلم'' کی آبرو رکھی ہے!

(۱۳) ان میں چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر عالم محمد ابن جریر ابنِ رستم طبری ہیں جو اپنی معرکہ آراء پیش کش ''دلائل الامامة الواضحة'' میں جگر گوشۂ سرور انبیاءؐ کی تقریر کو تحریر میں لائے ہیں۔اور پانچ طریقوں سے اس کی سند فراہم کی ہے۔

(دلائل الامامۃ۔صفحہ ۳۲ تا ۴۷۔طبع نجف)

(۱۴) نیز میرِ قافلۂ فقہاء۔رئیس المحدثین ابوجعفر ابن علی ابن حسین ابن بابویہ یعنی صدوق علیہ الرحمۃ۔متوفی ۳۸۱ھ نے اپنی ایک

بیش بہا تصنیف "علل الشرائع" میں موضوع کی مناسبت سے صدیقۂ طاہرہؑ کے پہلے احتجاجی خطبے میں سے فلسفۂ عقائد و احکام کے کئی حصے دیے ہیں۔ اور صدوق نے اپنے دوسرے شاہکار "معانی الاخبار" میں جناب سیّدہؑ کی اس تقریر کا پورا متن شامل کیا ہے جو آپ نے مدینے کی خواتین کے سامنے کی تھی!

(علل الشرائع۔ جزو ۱، صفحہ ۲۴۸۔ طبع قم)

(معانی الاخبار۔ صفحہ ۳۵۴۔ طبع الاعلمی۔ بیروت)

(۱۵) علم و ادب کے بحرِ زخّار سیّد شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفّی ۴۳۶ھ نے اپنے فکر و دانش سے بھرپور مجموعے الشافی۔ فی الامامة میں اس خطبے کو جناب عائشہ اور عبید اللہ ابن محمد تیمی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(الشافی۔ فی الامامة۔ جلد ۴۔ صفحہ ۷۲۔ تا ۷۵ طبع مؤسسۃ الصادق تہران)

(۱۶) عالموں کے عالم۔ سرورِ گروہ محققین۔ ابو جعفر محمد ابن حسن طوسی، متوفی ۴۶۰ھ نے اپنے استاد معظّم سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی محنت الشافی کو وضاحت آمیز اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی سعی مشکور فرمائی۔ نیز اپنی اس کاوش کا نام تلخیص الشافی

رکھا۔ اور فخرِ روزگار بی بی، جناب فاطمہؑ کا خطبہ ابو جعفر طوسی کی تلخیص میں بھی موجود ہے! (تلخیص۔ جزو ۳۔ صفحہ ۱۳۹۔ طبع تہران)

(۱۷) مانے ہوئے صاحبِ نظر مصنف شیخ احمد ابن ابی طالب طبرسی چھٹی صدی ہجری کے بلند مرتبہ دانشمندوں میں شمار ہوتے ہیں اور آپ کے متاعِ نگارش ''الاحتجاج'' کے ورق ورق کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے! خطبہ فاطمیؑ پورا اس کتاب میں مذکور ہے۔

(الاحتجاج۔ صفحہ ۶۱۔ طبع موسسۃ الاعلمی بیروت)

(۱۸) نیز طبع روشن اور ذہن رسا رکھنے والے نکتہ بیں عالم رشید الدین محمد ابن شہر آشوب مازندرانی متوفی ۵۱۸ھ نے اپنے مقبول دفتر مودّت ''مناقب آل ابی طالب'' کے صفحوں پر مسجدِ رسولؐ کے تاریخی اجتماع میں سرکار بتولؑ عذراء نے جو کچھ فرمایا تھا حسب ضرورت اس کے چند خاص اجزاء کو نمایاں کیا ہے۔

(مناقب جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۶۔ طبع تہران)

(۱۹) اور قبلۂ اربابِ دانش، کعبۂ اہلِ سلوک رضی الدین سیّد ابن طاؤس متوفی ۶۶۴ھ نے بھی اپنی بیش قیمت کتاب

''الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف'' میں اس خطبے کے بعض اہم حصوں کو استناد کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ (الطرائف۔صفحہ ۴۷)

(۲۰) ان کے علاوہ نہج البلاغہ کے باکمال شارح اور ساتویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم شیخ کمال الدین میثم بن علی ابن میثم بحرانی متوفی ۶۷۹ھ ہیں۔آپ شرح نہج البلاغہ میں عثمان ابن حنیف کے نام مولائے متقیان جناب علی مرتضیٰ کے مکتوبِ گرامی کے اس فقرے کی تشریح کرتے ہوئے کہ:''اب میں فدک وغیرہ لے کر کیا کروں گا؟'' عصمتِ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:یہ خاصی لمبی تقریر ہے۔پھر ابن میثم نے اس کی بعض جملے بھی نقل کیے ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ۔ابن میثم جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ طبع بیروت)

(۲۱) نیز اسی صدی کے ایک اور عظیم دانشور علی ابن عیسیٰ اربلی۔ متوفی ۶۹۳ھ اپنی انمول کتاب کشف الغمّہ میں اس اظہار کے ساتھ کہ رسالتؐ کی روشنی اور نبوتؐ کی خوشبو پھیلانے والے اس خطاب کو میں نے ابوبکر احمد ابن عبدالعزیز جوہری

کی کتاب السقیفہ سے اُتارا ہے اور پیشِ نظر نسخے کو جانچنے کے بعد جوہری صاحب نے اس پر صاد کیا ہے۔

(کشف الغمۃ۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۶ تا ۱۲۰ بیروت)

(۲۲) علامہ محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ اپنی ذات میں علم و فضل کی ایک دنیا تھے اور آپ کی تصنیفات، خصوصاً بحارالانوار، اگر کہا جائے کہ اس کی گہرائی اور گیرائی تمام سمندروں سے بڑھ کر ہے تو اس میں ذرا اغراق نہ ہوگا! مجلسیؒ نے اس سرچشمہ نور اور رسولؐ کی تنہا یادگار کے خطبے اور متعلقہ حوالوں کو بڑی تفصیل سے بحارالانوار میں ثبت فرمایا ہے!

(بحارالانوار۔ جلد ۶ صفحہ ۱۰۷ طبع بیروت)

اور اب ہم موجودہ صدی کے بھی دو بصیرت افروز مجموعوں کا تذکرہ کرتے چلیں اس سے جذبے کی زندگی اور کام کے تسلسل کا قدرے اندازہ ہوجائے گا۔

(۲۳) ان میں ایک تو عقل و علم و شہامت کے ترجمان سیّد عبدالحسین شرف الدین کا تحقیقی کارنامہ النّص والاجتہاد ہے۔ اس میں سیّدۂ عالمؑ کے خطبے کی استدلالی حیثیت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(النص والاجتہاد۔ صفحہ ۵۷ تا ۶۵۔ طبع قم)

(۲۴) اور دوسری انسائیکلوپیڈیائی تخلیق اعیان الشیعہ ہے یہ مرد مجاہد علامہ نبہامہ سیّد محسن الامین کی عمر بھر کی محنتوں کا ثمرہ ہے۔ موصوف نے بھی جناب معصومہؑ کے خطاب کے مکمل متن کو نقش کتاب بنایا ہے!

(اعیان الشیعہ۔ جلد ا صفحہ ۳۱۵ تا ۳۱۸۔ طبع بیروت)

یہ خطبے اپنے مضامین کی بلندی اور مطالب کی وسعتوں کے سبب ہمیشہ ارباب دانش وآگہی کے لئے فکر وخیال کا موضوع رہے ہیں! چنانچہ ہر دور میں قلب سلیم رکھنے والوں نے ان کی شرحیں لکھیں، ان کے مضمرات پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی۔ نتیجتاً علم وعرفان کے نئے نئے زاویوں کی تفصیل سامنے آئی جس سے بے شمار ذہنوں اور بے حساب ضمیروں کو تسلی وتشفی کا سامان نصیب ہوا۔ جو تحریریں جناب خاتونِ جنتؑ کی مقدس زندگی پر شائع ہوچکی ہیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے! اور فاضل قلم کاروں نے حالات وواقعات کے سلسلے میں ان بی بی کی تقریروں پر بھی خوب کھل کر گفتگو کی ہے۔ مگر جن صاحبانِ بصیرت نے صرف اور صرف خطبوں پر کام کیا

ہے اور جن کی کاوشیں نشر و اشاعت کے مراحل طے کرچکی ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں!

پھر یہ علمی سرمایہ مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ نیز خطی نسخوں سے قطع نظر جو دنیا کے بہت سے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے محض عربی اور فارسی کتابوں کا جو قیمتی ذخیرہ ہے وہی اچھا خاصا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے چند بیش بہا کام اور انہیں انجام دینے والوں کے نام:

(۱) اللمعۃ البیضاء فی شرح خطبۃ الزہراءؑ — اعلم العلماء میرزا محمد علی انصاری۔ طبع تبریز ۱۲۹۷ھ

(۲) الدرۃ البیضاء فی شرح خطبۃ الزہراءؑ — علامہ سید محمد تقی قمی۔ مطبع علمی تہران ۱۳۵۳ھ

(۳) شرح الخطبۃ الکبیرۃ للزہراء البتولؑ — شیخ مسلم الجابری۔ طبع نجف ۱۳۷۴ھ

(۴) شرح خطبۃ فاطمۃ الزہراءؑ — شیخ زین قمیحہ۔ طبع موسسہ الوفاء بیروت ۱۴۰۴ھ

(۵) شرح خطبۃ الصدیقۃ فاطمۃ الزہراءؑ — آیۃ اللہ فقید شیخ محمد طاہر خاقانی۔ طبع انوار الہدیٰ قم ۱۴۱۲ھ

(۶) البلاغۃ الفاطمیۃ — عبدالرضا محمد علی مطبعی۔ طبع نجف ۱۳۶۴ھ

(۷) احتجاج الزہراءؑ — شیخ حجۃ اللہ امیری۔ طبع تہران ۱۳۷۶ھ

(۸) سخنرانی حضرت فاطمہؑ — توران انصاری۔ طبع تہران ۱۳۴۵ھ

(۹) احتجاج بانوی بزرگ	محمد علی مردانی۔ طبع تہران ۱۳۵۴ھ
(۱۰) بندگی راز آفرینش	شہید دستغیب۔ طبع تہران ۱۳۶۳ھ
(۱۱) حقیقتِ جاودان	محمد باقر ملبوبی۔ طبع تہران ۱۳۹۱ھ
(۱۲) خطبہ آتشین بانوئی اسلام در بستر شہادت	آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی۔ طبع مشہد ۱۴۰۹ھ
سخنرانی حضرت فاطمہؑ در مسجد پیامبر اکرم	علی رضا اللہ یاری۔ طبع تہران ۱۳۶۷ھ
(۱۴) شرح خطبۂ حضرت زہراؑ	الیاس شریفی اشکوری۔ طبع قم ۱۴۰۵ھ
(۱۵) شرح خطبۂ حضرت زہراؑ	آیۃ اللہ سیّد عزالدین حسینی زنجانی۔ طبع قم ۱۳۶۴ء
(۱۶) شرح خطبہ حضرت فاطمہؑ	احمد ابن عبدالرحیم تبریزی۔ طبع قم ۱۳۴۸ھ
(۱۷) شرح خطبۂ فدک	علامہ سید محمد تقی خراسانی۔ ایران
(۱۸) قطرہ ای از دریا	علی ربانی۔ طبع قم ۱۴۱۰ھ
(۱۹) مبانی اعتقاد از دیدگاہ حضرت زہراؑ	محمد وشتی طبع تہران ۱۳۶۹ھ
(۲۰) مروری بر خطبۂ کم نظیر انبانوئی بی ہمتا	ڈاکٹر احمد بہشتی۔ طبع تہران ۱۳۶۹ھ

یادداشت: ہماری عمان کی لائبریری میں بر دست یہی مطبوعات دکھائی دے رہی ہیں۔ لیکن ہمارے کراچی کے کتاب خانے میں اس عنوان پر اور بھی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ نجفی

اِختصار کے ساتھ ....!

صدیقۂ کبریٰ کے اس تمکنت رُبا۔ سیاست شکن، حقیقت نما اور ذہن آفرین خطبے کو اگر سات آٹھ حصوں میں کر کے دیکھا جائے تو مطلب تک پہنچنے میں بڑی آسانی ہوگی!

اس فکری وثیقے کے شروع میں پروردگارِ عالم کی حمد وستائش پھر ختمِ رسل کی وصف وثناء ہے۔

خدا کی تعریف میں آپ نے فلسفیانہ گہرائی اور عارفانہ گیرائی کے ساتھ جس اوجِ کمال سے اُس کے یکتا و بے ہمتا ہونے کے نظریے، اس کی قدرت و حکمت، شان وشوکت، فیضِ عام اور لطفِ مدام پر گفتگو کی ہے .... بڑے بڑے دانشوروں کے ذہن بھی

اس بلندی کو چھونے سے قاصر ہیں!

اسی عنوان سے سرورِ کونین ؐ کے ان محاسن و امتیازات کا ذکرِ جمیل ہے، جن کے اِدراک سے تاریخ نویسوں ...... اور سیرت نگاروں کے علم و بصیرت کا دامن خالی نظر آتا ہے.... حالانکہ جب تک اِن خوبیوں کو شامل نہ کیا جائے میرِ کائنات ؐ کی حیاتِ طیبہ اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ نہ تو انصاف ہوسکتا ہے اور نہ آپ سے خصوصیت رکھنے والی سچائیوں اور اچھائیوں کا ٹھیک سے اظہار ممکن ہے!

اس کے بعد آپ نے قرآن حکیم کی سدابہار اہمیت و افادیّت نیز اس کتابِ ہدایت کی تعلیم و تلقین کے زندگی سے بھرپور آثار و نتائج کو اُجاگر کیا ہے۔

پھر نظامِ شریعت کے بہت سے اسرار و رموز کی شرح و تفسیر کی ہے اور اس کے احکام کے عقلی جہات اور منطقی نکات کو دل میں پیوست کر دینے والی راہوں سے گوش و ہوش کے حوالے فرمایا ہے اور بتایا کہ دینِ متین کے دیے ہوئے قواعد و قوانین ہی پر عمل پیرا ہونے سے انسانوں کو خیر و سعادت اور امن و سلامتی

نصیب ہوتی ہے۔

بعدازاں نور کی شہزادی خود اپنا تعارف کرواتی ہیں:

''یاد رہے! میں فاطمہؑ ہوں۔'' اور اس کے ساتھ ہی اس نازشِ نوع بشر نے اپنے والدِ گرامی کے انقلاب بداماں اور نئے سرے سے تاریخ بنانے والے کارناموں اور حضورؐ کے ''علم واخلاق وخلوص'' میں جھلے ہوئے ..... اس کردار کی تصویر دکھائی ہے جس کے طفیل، جہل وتخریب کی راتیں، تہذیب وتعمیر کے سویرے میں ڈھل گئیں!

اور اسلام کی سرگزشت کے اس باب کو دہراتے ہوئے سیّدہ عالمؑ نے، قبلہ دوراں، تاجدارِ معارف اور اپنی زندگی کے ساتھی علیؑ ابن ابی طالب کی اس مثالی جدوجہد کی طرف توجہ دلائی ہے جس کے بغیر مذہب حق کا یہ ڈہڈہاتا ہوا درخت بے برگ وبار رہتا۔!

صدّیقہ کبریٰ یہ سب بیان فرما کر سرکارِ رسالت پناہؐ کی رحلت سے منسلک حال احوال اور خدا کے پیغام سے بیر رکھنے والے عناصر کے اعمال نامے کو اپنی گفتگو کا موضوع قرار دیتی ہیں اور لوگوں کی راہ وروش پر بہت تلخ لہجے میں تنقید فرماتی ہیں!

نیز اس مرحلے پر رسولؐ کی تنہا یادگار نے ''فدک'' کی دُکھ بھری روداد سُناتے ہوئے حکومتِ وقت کے غیر آئینی اقدام پر ضربیں لگائی ہیں! اور قانون کا احترام کرنے والوں پر منکشف کیا کہ ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے والوں نے کس بے دردی سے دستور کے نام پر ''اصول و اقدار'' کے پُرزے اُڑائے ہیں۔!

اور آخر میں انصار کے گروہ سے مخاطب ہوکر آپ نے حجت پوری کی ہے۔تقریر کے اس حصے میں بی بیؑ مدینے کے اصلی باشندوں کو اُن کا ایثار و اخلاص سے چھلکتا ہوا ماضی یاد دلاتی ہیں۔ اور پھر حال کی سردمہری کا شکوہ کرتی ہیں!

نیز پوری قوم کو قرآن کے احکام اور اہل بیتؑ کا دامن چھوڑنے کے عواقب و نتائج سے باخبر فرماتی ہیں!

ا

خدا کی حمد و ثنا
اور
نظریۂ توحید

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

عَلٰى مَا اَنْعَمَ ،

وَلَهُ الشُّكْرُ

عَلٰى مَا اَلْهَمَ ،

وَالثَّنَاءُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ

عُمُوْمِ نِعَمٍ ابْتَدَأَهَا ،

وَسُبُوْغِ آلَاءٍ اَسْدَاهَا ،

وَتَمَامِ مِنَنٍ وَالَاهَا ،

جَمَّ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَدَدُهَا ،

وَنَاَى عَنِ الْجَزَاءِ

اَمَدُهَا ،

ابتداء اللہ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے، رحیم بھی ہے۔

اللہ نے ہمیں دنیا بھر کی جو نعمتیں عنایت کی ہیں،

اِس مرحمت پر اُس کی حمد و ثنا۔

اور اُس کے فضل سے ذہن و ضمیر کو جو اچھائیاں نصیب ہوئیں،

اُس کا لاکھ لاکھ شکر!

پھر اِس خصوص میں بھی اُس کی تعریف و توصیف کہ اُس نے سب کو دیا اور سب کچھ دیا!

پالنے والے نے آغازِ حیات ہی سے ہر ایک کو ساز و سامانِ زندگی عطا فرمایا۔

اُس کے فیض کی وسعت، داد و دہش کی یک رنگی، اور لطفِ عام کا کیا کہنا!

کمالِ توجہ سے اُس کی لگاتار مہربانیاں بھی لائق صد ہزار ستائش ہیں۔

اُس کے احسانات کا نہ کسی سے حساب ممکن، اور نہ کوئی اُن کے شمار کی سکت رکھتا ہے۔

نیز دامنِ کرم اِتنا پھیلا ہوا ہے کہ پورے طور پر کوئی شکرانہ بھی ادا کرنے کے قابل نہیں!

وَتَفَاوَتَ عَنِ الْإِدْرَاكِ اَبَدُهَا ،

وَنَدَبَهُم لِاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكْرِ

لِاتِّصَالِهَا

وَاسْتَحْمَدَ اِلَى الْخَلَائِقِ بِاِجْزَالِهَا

وَثَنّى بِالنَّدْبِ اِلىٰ اَمْثَالِهَا.

وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ

لَاشَرِيْكَ لَهُ ،

كَلِمَةٌ جَعَلَ الْإِخْلَاصَ تَأْوِيْلَهَا ،

وَضَمَّنَ الْقُلُوْبَ مَوْصُوْلَهَا ،

وَاَنَارَ فِي التَّفَكُّرِ مَعْقُوْلَهَا ،

اَلْمُمْتَنِعُ مِنَ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتُهُ ،

اور ان نوازشوں کی انتہا کو کون پائے؟ آدمی کا تخیل تک اس مقام پر پہنچنے سے قاصر ہے۔

پالنے والے نے اپنی بخشش میں مزید اضافے اور تسلسل کی خاطر سب کو احسان ماننے کی ہدایت فرمائی۔

اور تکمیل نعمت کی غرض سے آئین تشکر کو معمول بنائے رکھنے کی تاکید کی۔

اِس کے علاوہ اُس نے اِن جیسی نعمتوں کے مکرّر حصول کے لیے اپنے بندوں کو سپاس گزار ہونے کا حکم دیا۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

وہ یکتا ہے، بے مثال ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔

اُس نے اخلاص کو کلمۂ شہادت کا جوہر قرار دیا۔ یعنی! اس حقیقت کا اعتراف کہ اُس کی ہر خوبی عین ذات ہے۔ قادرِ مطلق نے توحید کے شعور کو دل کی تہوں میں اُتارا۔ اور اس کے ادراک سے ذہن و خیال کے ایوانوں میں چراغاں کر دیا!

ہماری آنکھوں میں نہ یہ تاب وتواں کہ......

اس کا دیدار ممکن ہو جائے۔

وَمِنَ الْاَلْسُنِ

صِفَتُهُ،

وَمِنَ الْاَوْهَامِ كَيْفِيَّتُهُ.

اِبْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ

كَانَ قَبْلَهَا،

وَاَنْشَأَهَا بِلَا احْتِذَاءِ اَمْثِلَةٍ امْتَثَلَهَا،

كَوَّنَهَا بِقُدْرَتِهِ وَذَرَءَهَا بِمَشِيَّتِهِ،

مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ اِلٰى تَكْوِيْنِهَا،

وَلَا فَائِدَةٍ لَهُ فِيْ تَصْوِيْرِهَا،

اِلَّا تَثْبِيْتًا لِحِكْمَتِهِ

وَتَنْبِيْهًا عَلٰى طَاعَتِهِ،

اور نہ زبانوں کو اتنا یارا

کہ اس کی مدح سرائی کر سکیں!

فکر کتنی ہی بلند ہو مگر کیا مجال اس کے عرفان کی منزل تک پہنچ پائے۔

جب کسی چیز کا نام ونشان بھی نہیں تھا، تب اُس نے ہر شئے کو وجود دیا۔ نمود بخشا!

بغیر کسی نقشے اور نمونے کے اُس نے صحن گیتی اور بامِ فلک کی تخلیق فرمائی۔

ہر ہستی کو اُس نے اپنی قُدرت سے بنایا اور ہر پیکر کو اپنی مشیّت سے ایجاد کیا!

دُنیا و مافیہا کی پیدائش میں نہ اُس کی کوئی غرض تھی نہ ضرورت!

اور نہ اس ''عالمِ رنگ وبُو'' کی صُورت گری میں اس ذاتِ بے نیاز کا کوئی مفاد مُضمر تھا۔

بس! وہ یہ چاہتا تھا کہ

اُس کی حکمت عالم آشکار ہو اور ساری خدائی فرضِ بندگی کو توجہ کا مرکز بنائے۔

وَاِظْهَارًا لِقُدْرَتِهِ

وَتَعَبُّدًا لِبَرِيَّتِهِ

وَاِعْزَازًا لِدَعْوَتِهِ،

ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلٰى طَاعَتِهِ

وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ

ذِيَادَةً لِعِبَادِهٖ عَنْ نِقْمَتِهِ

وَحِيَاشَةً لَهُمْ اِلٰى جَنَّتِهِ۔

پھر تخلیق کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آفریدگارِ عالم اپنی ہمہ گیر قُدرت کو نمایاں فرما کر یہ بھی جتادے کہ وہی سب کا آقا اور دنیا کے تمام لوگ اُس کے بندے ہیں۔

ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ دین کے پیغام اور خدا شناسی کی دعوت کو استحکام حاصل ہو۔

پھر اُس نے اپنی اطاعت کو باعثِ ثواب!

اور

سرکشی کو لائقِ تعزیر قرار دیا!

تا کہ

یہ بندے اس کے غیظ و غضب کی زد میں نہ آئیں اور بہشت کی راہوں پر گامزن رہیں۔

٢

رسولؐ کا مقامِ شرف
اور
بعثت کے اغراض و مقاصد

وَاَشْهَدُ اَنَّ اَبِی مُحَمَّدًا

عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ،

اِخْتَارَهُ وَانْتَجَبَهُ قَبْلَ اَنْ اَرْسَلَهُ ،

وَسَمَّاهُ قَبْلَ اَنِ اجْتَبَلَهُ ،

وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ اَنِ ابْتَعَثَهُ ،

اِذِ الْخَلاَئِقُ بِالْغَیْبِ مَکْنُوْنَةٌ

وَبِسِتْرِالْاَهَاوِیْلِ مَصُونَةٌ

وَبِنِهَایَةِ الْعَدَمِ مَقْرُوْنَةٌ ،

عِلْمًا مِنَ اللهِ تَعالیٰ

بِمَآئِلِ الْاُمُوْرِ

وَاِحَاطَةً بِحَوَادِثِ الدُّهُوْرِ

نیز مکرّر گواہی دیتی ہوں کہ میرے باپ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسولؐ ہیں۔

خدا نے رسالت کا منصب دینے سے پہلے اُنہیں اس عہدے کے لیے چُن لیا تھا۔

اور اُس نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا تھا کہ جہاں جہاں چاہا آپ کا نام روشن کردیا۔

نیز کارِ نبوت کی بجا آوری سے قبل نگاہِ قدرت .... آپ کو اس مقصد کے لیے منتخب کر چکی تھی۔

یہ اُس دور کی بات ہے ....

جب ساری خلقت نہاں خانۂ غیب میں پوشیدہ،

سب کے سب ....

خوف ووحشت کے پردوں کے پیچھے دبکے ہوئے، اور عدم کی آخری حدوں کے بالکل قریب تھے۔

یہ خدا کے علم میں تھا.... کیونکہ دشتِ امکاں میں جو بھی ہوتا ہے وہ اس کے انجام پانے سے باخبر ہے۔ اُس کی آگہی صحنِ کائنات میں رُونما ہونے والے ہر واقعے، ہر حادثے، اور ہر سرگزشت پر گرفت رکھتی ہے۔

وَمَعْرِفَةً

بِمَوَاقِعِ الْمَقْدُوْرِ.

اِبْتَعَثَهُ اللهُ إتْمَاماً لِأَمْرِهِ

وَعَزِيْمَةً عَلَىٰ إمْضَاءِ حُكْمِهِ

وَاِنْفَاذاً لِمَقَادِيْرِ حَتْمِهِ ،

فَرَأَىٰ الْأُمَمَ

فِرَقاً فِي اَدْيَانِهَا ،

عُكَّفاً عَلَىٰ نِيْرَانِهَا ،

عَابِدَةً لِأَوْثَانِهَا ،

مُنْكِرَةً لِلّٰهِ مَعَ عِرْفَانِهَا ،

فَاَنَارَ اللهُ بِأَبِي مُحَمَّدٍ ظُلَمَهَا

پھر وہ تمام امور کے وقوع پذیر ہونے اور جُملہ کاموں کے .... وقت نامے سے خُوب واقف ہے۔

اُس نے اپنے پیغمبرؐ کو دینِ حق کی غرض وغایت........ پُورا کرنے کے لیے بھیجا۔

اور انسانی معاشرے میں اپنے آئین کو جاری کرنے کے عزمِ محکم کے ساتھ نیز طے شُدہ قطعی احکام اور حتمی قواعد کو........ نافذالعمل بنانے کی خاطر مبعوث فرمایا۔

جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ اقوامِ عالم دینی اعتبار سے بٹی ہوئی اور بڑے تفرقے کا شکار ہیں۔

ان میں سے بعض گروہ تو........

اپنے آتش کدوں کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔

کچھ جتھے اپنے اپنے بُتوں کی پُوجا پاٹ میں لگے ہوئے ہیں۔

فطرت کے قاعدوں اور دماغ کی صلاحیت سے اللہ کو جاننے کے باوجود اُس کی بندگی سے انکاری ہیں۔

لہٰذا پروردگارِ عالم نے میرے پدرِ بزرگوار کے "نُور" سے........ جہالت کے گھُپ اندھیروں کو چھانٹ کر دُنیا میں اُجالا کردیا۔

وَكَشَفَ عَنِ الْقُلُوْبِ بُهَمَهَا

وَجَلىٰ عَنِ الْاَبْصَارِ غُمَمَهَا،

وَقَامَ فِى النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ

فَانْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ

وَبَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ،

وَهَدَاهُمْ اِلَى الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ

وَدَعَاهُمْ اِلَى الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ۔

ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

قَبْضَ رَأْفَةٍ وَاخْتِيَارٍ

وَرَغْبَةٍ وَاِيْثَارٍ،

فَمُحَمَّدٌ مِنْ تَعَبِ هٰذِهِ الدَّارِ فِيْ رَاحَةٍ

دلوں کے سارے بَل نکال دیے۔

ظُلمت آشنا آنکھوں کو........

روشنی عطا کی۔

لوگوں کو........

ہدایت کی راہیں دکھائیں۔

طرح طرح کی گُمراہیوں سے چُھٹکارا دلایا۔

ذہن وضمیر کو........

حقیقت شناسی کا انداز سکھایا۔

سچّے اور اچھے دین کو پہنچوایا۔

اور سیدھے راستے سے لگادیا۔

پھر........

اللہ نے اُنہیں اپنے پاس بُلالیا۔

اور اِس طرح بُلایا کہ وہ خوشی خوشی بصد شوق، اور کمال رغبت کے ساتھ آخرت کو دُنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے رب سے جا ملے۔

اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اِس دُکھ بھری دُنیا کی تکلیفوں سے دُور اپنے راحت کدے میں آرام فرما ہیں۔

قَدْ حُفَّ بِالْمَلَائِكَةِ الْأَبْرَارِ

وَرِضْوَانِ الرَّبِّ الْغَفَّارِ

وَمُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ

صَلَّى اللهُ عَلَىٰ نَبِيِّهِ وَأَمِينِهِ

وَخِيَرَتِهِ مِنَ الْخَلْقِ وَصَفِيِّهِ

وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

خدا کے مقرّب "فرشتے" انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔
اُس بخشنے والے پاک پروردگار کی مرضی شاملِ حال ہے۔
اور وہ........
اپنے قادرِ مطلق، آفریدگار کے سایۂ رحمت میں آسودہ ہیں۔
خدا کا درود میرے "باپ" پر........
جو اُس کے نبیؐ اُس کی وحی کے امین،
اُس کے برگزیدہ اور ساری خلقت میں سے منتخب کیے ہوئے پسندیدہ بندے تھے۔
ان کے حضور سلام، اور اللہ کی رحمت و برکت ان کے ساتھ ساتھ رہے۔

٣

اُمّت کی ذمّے داری
نظریۂ امامت
اور
قرآن کی اہمیّت و افادیت

ثُمَّ الْتَفَتَتْ إِلَىٰ أَهْلِ الْمَجْلِسِ وَقَالَتْ:

أَنْتُمْ عِبَادَ اللهِ نُصُبُ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ

وَحَمَلَةُ دِينِهِ وَ وَحْيِهِ،

وَ أُمَنَاءُ اللهِ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ

وَبُلَغَائُهُ إِلَى الْأُمَمِ،

زَعِيمُ حَقٍّ لَهُ فِيكُمْ

وَعَهْدٌ قَدَّمَهُ إِلَيْكُمْ

وَبَقِيَّةٌ اسْتَخْلَفَهَا عَلَيْكُمْ وَمَعَنَا كِتَابُ اللهِ

كِتَابُ اللهِ النَّاطِقُ،

وَ الْقُرْآنُ الصَّادِقُ،

وَ النُّورُ السَّاطِعُ،

پھر آپ مجمع کی طرف متوجہ ہوئیں اور ارشاد فرمایا:

اللہ کے بندو! تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے رُوکنے کی ذمے داری سونپی گئی ہے۔

دینِ الٰہی اور حق کے پیغام کو........

عالم آشکارا کرنے کا بوجھ بھی تمہارے ہی کاندھوں پر پڑا ہے۔ تم اپنی ذات کے لیے خدا کے نمائندے ہو!

اور نظامِ شریعت کو........

دوسری قوموں تک پہنچانا تمہارا کام ہے۔

پیدا کرنے والے کی طرف سے تمہارے واسطے........

جو سچا سربراہ، برحق رہنما مقرّر ہوا ہے وہ تم میں موجود ہے۔ اس کے بارے میں........ تم سے باقاعدہ عہد و پیمان بھی لیا جاچکا ہے۔

وہ ذخیرہ جسے رسولؐ نے بچا کر رکھا تھا اُسی کو آپؐ نے اپنا جانشین بنایا۔ پھر ہمارے پاس اللہ کی کتاب بھی تو ہے۔

اللہ کی بولتی ہوئی کتاب!

قُرآن، سچائیوں کی زبان!

نُورِ فروزاں!

وَالضِّيَاءُ اللَّامِعُ ،

بَيِّنَةٌ بَصَائِرُهُ ، مُنْكَشِفَةٌ سَرَائِرُهُ ،

مُتَجَلِّيَةٌ ظَوَاهِرُهُ ،

مُغْتَبَطٌ بِهِ أَشْيَاعُهُ ،

قَائِدٌ إِلَى الرِّضْوَانِ اتِّبَاعُهُ ،

مُؤَدٍّ إِلَى النَّجَاةِ اسْتِمَاعُهُ ،

بِهِ تُنَالُ حُجَجُ اللهِ الْمُنَوَّرَةُ

وَعَزَائِمُهُ الْمُفَسَّرَةُ

وَمَحَارِمُهُ الْمُحَذَّرَةُ

وَبَيِّنَاتُهُ الْجَالِيَةُ

وَبَرَاهِينُهُ الْكَافِيَةُ ،

پرتوِ رخشاں!

جس کا ہر مطلب واضح، ہر دلیل روشن، اور........

تمام اسرار و رموز قابلِ بیان۔

اس کی ظاہری عبارت۔ سامنے کی باتیں، اُجالا پھیلاتی ہیں۔قرآن کے احکام پر عمل کرنے والوں کی زندگی........ قابل رشک ہوتی ہے۔

اس کی پیروی بہشت کا راستہ دکھاتی ہے۔

کتابِ خدا کا سننا بھی نجات کا ذریعہ ہے۔

قُرآن ہی کے وسیلے........

انسانی ذہن اللہ کی صاف شفاف اور رسا دلیلوں کو پا سکتا ہے۔

اس کا دامن........

فرائض و واجبات کی شرح و تفسیر سے بھرا ہوا ہے۔

جو چیزیں جائز نہیں ہیں اور جن کاموں سے بچنا چاہیئے........

ان کی تفصیل اس میں موجود ہے۔

اس کے استدلال........

بڑے واضح، نہایت روشن ہیں۔

قرآن حکیم کا طرزِ اثبات بے حد اطمینان بخش ہے!

وَفَضَائِلُهُ الْمَنْدُوبَةُ،

وَرُخَصُهُ الْمَوْهُوبَةُ

وَشَرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ.

اِس میں حُسنِ اخلاق کو اپنانے اور مستحب اعمال بجا لانے کی ترغیب بھی ہے۔ اور زندگی کے جن شعبوں میں قانونی سہولتیں عطا ہوئی ہیں اُن کی وضاحت سے بھی اس کے اوراق سجے ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں پروردگار عالم نے جو خاص قاعدے قوانین مقرر فرمائے ہیں وہ بھی اِس میں مذکور ہیں۔

م

شریعت کے احکام
اور
ان کا فلسفہ

فَجَعَلَ اللّٰهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيرًا لَكُمْ مِنَ الشِّرْكِ

وَالصَّلٰوةَ تَنْزِيهًا لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ ،

وَالزَّكَاةَ تَزْكِيَةً لِلنَّفْسِ وَنَمَاءً فِي الرِّزْقِ ،

وَالصِّيَامَ تَثْبِيتًا لِلْإِخْلَاصِ ،

وَالْحَجَّ تَشْيِيدًا لِلدِّينِ ،

وَالْعَدْلَ تَنْسِيقًا لِلْقُلُوبِ ،

وَطَاعَتَنَا نِظَامًا لِلْمِلَّةِ

وَإِمَامَتَنَا أَمَانًا لِلْفُرْقَةِ ،

وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ ،

وَالصَّبْرَ مَعُونَةً عَلَى اسْتِيجَابِ الْأَجْرِ ،

وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَامَّةِ ،

پس! اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک کی آلودگی سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اور نماز کو تکبر کی کثافت سے محفوظ رہنے کا وسیلہ قرار دیا۔ زکوٰۃ سے نفس کی شست وشو ہوتی ہے اور...... یہ رزق میں اضافے کا سبب بھی ہے۔

روزے کو اخلاص کی جڑیں مضبوط کرنے میں خاصہ دخل ہے۔

اور حج سے دین کو بڑی تقویت ملتی ہے۔

نظامِ عدل دلوں کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور سب کے ساتھ برابری کے جذبے کو نمو دیتا ہے۔

اور ہماری اطاعت سے قوم میں تنظیم اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

نیز ہمارا سلسلۂ امامت ملتِ اسلامیہ کو........

انتشار اور تفرقے سے بچانے میں بہت مدد دیتا ہے۔

جہاد میں اسلام کی قوت اور اس کی عزت کا راز پوشیدہ ہے۔

صبر وشکیبائی کی بدولت اجر وثواب اور........

ہر طرح کی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

امر بالمعروف میں........

عوام کی بھلائی ہے، وہ اس ذریعے فلاح کو پہنچتے ہیں۔

وَبِرَّ الْوَالِدَيْنِ وِقَايَةً مِنَ السَّخَطِ ،

وَصِلَةَ الْأَرْحَامِ مَنْسَأَةً فِي الْعُمُرِ

وَمَنْمَاةً لِلْعَدَدِ ،

وَالْقِصَاصَ حِقْناً لِلدِّمَاءِ ،

وَالْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ تَعْرِيضاً لِلْمَغْفِرَةِ ،

وَتَوْفِيَةَ الْمَكَايِيلِ وَالْمَوَازِينِ

تَغْيِيراً لِلْبَخْسِ ،

وَالنَّهْيَ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ

تَنْزِيهاً عَنِ الرِّجْسِ ،

وَاجْتِنَابَ الْقَذْفِ حِجَاباً عَنِ اللَّعْنَةِ ،

وَتَرْكَ السَّرِقَةِ إِيجَاباً لِلْعِفَّةِ ،

اور والدین کے ساتھ حُسن سلوک........

خدا کے قہر وغضب سے بچائے رکھتا ہے۔

عزیز و اقارب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور ان سے محبت کا برتاؤ کرنے کے سبب عمر بڑھتی ہے۔ وسائل زیادہ ہوتے ہیں۔

قصاص انسانی زندگی کا احترام سکھاتا ہے، اس سے خُوں ریزی کی رُوک تھام ہوتی ہے۔

نذر کی ادائیگی یا عہد و پیمان کی تکمیل........

رحمت و مغفرتِ خداوندی کا وسیلہ بنتی ہے۔

صحیح ناپ تول یا درست پیمانوں کے استعمال سے کم فروشی کا خاتمہ ہوتا ہے، دُوسروں کے حقوق کو تحفظ ملتا ہے۔

شراب نوشی کی ممانعت........ نفسِ انسانی کو گناہ آلود نہیں ہونے دیتی!

تُہمت لگانے اور الزام تراشی سے دُور رہنے کا حکم........

اس لیے دیا گیا ہے........

تا کہ لوگ خدا کی نفرین سے محفوظ رہیں۔

چوری چکاری سے رُوکنے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی شرافت کا دامن داغ دار نہ ہونے پائے۔

وَحَرَّمَ اللّٰهُ الشِّرْكَ إِخْلَاصًا لَهُ بِالرُّبُوْبِيَّةِ ،

(فَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ)

وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ فِيْمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ فَإِنَّهُ (إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ)

شرک سے منع کرنے کا باعث یہ کہ........

اللہ کے بندے صرف اُسی کو اپنا رب اپنا پروردگار سمجھیں اُس کے علاوہ اور کسی کو اپنا پالنہار نہ مانیں۔

لہذا........!

تم پرہیز گار بنو۔ پرہیز گاری کا حق ادا کرو اور مَوت آئے تو اس حال میں کہ اسلام کو سینے سے لگائے ہوئے ہو۔ [1]

اور پروردگار عالم نے........

جن احکام کو بجا لانے کا حکم دیا ہے اُنہیں جامۂ عمل پہناؤ اور جن امور سے رُوکا ہے اُن کے قریب نہ جاؤ۔

ہاں! اللہ کے بندوں میں صرف علم والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں [2]

---

[1] سورۂ آل عمران۔ آیت: ۱۰۲

[2] سورۂ فاطر۔ آیت: ۲۸

۵

اپنا تعارف
اپنے عظیم باپؑ کی توصیف
اور اپنے خدا پسند شوہرؑ
کی جاں فشانیوں کا بیان

ثُمَّ قالَتْ :

اَيُّهَا النّاسُ إِعْلَمُوْا اَنِّي فاطِمَةُ

وَ اَبِي مُحَمَّدٌ ص

اَقُوْلُ عَوْداً وَبَدْواً وَلا اَقُوْلُ

ما اَقُوْلُ غَلَطاً ،

وَلا اَفْعَلُ ما اَفْعَلُ شَطَطاً ،

لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ ما عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

رَؤُفٌ رَحِيْمٌ

پھر آپ نے فرمایا:

لوگو........!

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں فاطمہؑ ہوں ....

اور میرے باپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

میری گفتگو شروع سے اخیر تک ایک جیسی ہوگی........

اس میں ....

نہ کسی طرح کو تضاد ملے گا اور نہ کوئی کھوٹ دکھائی دے گا۔

نیز........

میرے اعمالِ حیات میں بھی کوئی ایسا کام نہیں جس کا رشتہ حق وصداقت سے نہ ملتا ہو۔

دیکھو........!

تمہارے ہاں ایک ایسے رسولؐ آئے جو خود تم ہی میں سے ہیں تمہارا دکھ درد اُن پر شاق ہے۔

اُنہیں نفس نفس تمہاری بھلائی چاہیئے۔ وہ ایمان والوں کے لیے بڑے مہربان اور انتہائی شفیق ہیں۔[1]

---

[1] سورۂ توبہ۔ آیت ۱۲۸

فَإِنْ تَعْزُوهُ وَتَعْرِفُوهُ تَجِدُوهُ

أَبِي دُونَ نِسَائِكُمْ

وَأَخَا ابْنِ عَمِّي دُونَ رِجَالِكُمْ

وَلَنِعْمَ الْمَعْزِيُّ إِلَيْهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ،

فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِالنِّذَارَةِ

مَائِلاً عَنْ مَدْرَجَةِ الْمُشْرِكِينَ

ضَارِباً ثَبَجَهُمْ آخِذاً بِأَكْظَامِهِمْ

دَاعِياً إِلَى سَبِيلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ،

يَكْسِرُ الْأَصْنَامَ وَيَنْكُتُ الْهَامَ

تم اگر نسب کے حوالے سے انہیں جاننا چاہو تو یاد رکھو کہ ....

وہ میرے اور صرف میرے باپ ہیں........

تمہاری عورتوں میں سے کسی کو ان سے رشتۂ پدری کا اعزاز نہیں حاصل!

اور........

میرے شریک زندگی (علیؑ) کے چچا زاد بھائی ہیں........

تمہارے مردوں میں کسی سے ان کی یہ قرابت داری نہیں!

حضورؐ سے یہ خاندانی وابستگی........

ہم لوگوں کے واسطے کس درجہ باعثِ افتخار ہے!

خدا کے پیمبرؐ نے کس خوش اسلوبی سے کارِ رسالت کو انجام دیا

اور مُشرکوں کو ان کے کیفرِ کردار سے باخبر فرمایا۔

آپؐ دشمنانِ خدا کی راہ و روش سے مُنہ موڑے رہے!

سرکشوں کے سَر توڑے۔ باغیوں کی گردنیں مروڑیں تا کہ

وہ راہِ راست پر آجائیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے........

حکمت کی زبان اور نصیحت انگیز حُسنِ بیان سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ انہوں نے .... بتوں کو پاش پاش کیا اور نخوت پسندوں کو نیچا دکھایا۔

حَتّٰى انْهَزَمَ الْجَمْعُ وَ وَلَّوُا الدُّبُرَ

حَتّٰى تَفَرَّى اللَّيْلُ عَنْ صُبْحِهٖ

وَ اَسْفَرَ الْحَقُّ عَنْ مَحْضِهٖ

وَنَطَقَ زَعِيمُ الدِّيْنِ

وَخُرِسَتْ شَقَاشِقُ الشَّيَاطِيْنِ

وَطَاحَ وَ شَيْظُ النِّفَاقُ

وَانْحَلَّتْ عُقَدُ الْكُفْرِ وَ الشِّقَاقِ ،

وَفهُتُمْ بِكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ

فِى نَفَرٍ مِنَ الْبِيْضِ الْخِمَاصِ .

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ

مُذْقَةَ الشَّارِبِ وَنُهْزَةَ الطَّامِعِ

خدافراموشوں کے مجمع میں بھگدڑ مچ گئی ....

اور وہ ....

راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے!

پھر ....

جہل کی شبِ تار کے پردے اُٹھے اور صبح آگہی کے جلوے پھیل گئے!

حق اور حقیقت نکھر کر سامنے آئی۔

دین کے پیشوا نے تکلّم فرمایا۔

شیطان کے ساتھی دم بخود ہوکر رہ گئے........!

منافقوں کے گروہ ہلاکت کو پہنچے۔

کُفر و عداوت کے سارے بل کُھل گئے!

اور تمہارے ہونٹوں پر توحید کے رسیلے بول مچلنے لگے!

ہاں........!

ان حالات کے ظہور میں گنتی کی اُن چند ہستیوں کا بھی حصّہ ہے جنہوں نے ناموافق حالات میں بھی اپنی پاکبازی کو سنبھالے رکھا! جب کہ مجموعی طور پر تم سب دہکتے ہوئے آتش کدے کے دہانے پر کھڑے تھے۔ طاقتوروں کے سامنے تمہاری حیثیت کیا تھی........؟

گھونٹ بھر پانی........ مُنہ کا نوالہ!

وَقِبْسَةَ الْعَجْلَانِ وَمَوْطِئَ الْأَقْدَامِ.

تَشْرَبُونَ الطَّرْقَ وَتَقْتَاتُونَ الْوَرَقَ،

أَذِلَّةً خَاسِئِينَ، ـــــــــ

تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

مِنْ حَوْلِكُمْ،

فَأَنْقَذَكُمُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ـــــ

بِمُحَمَّدٍ (ص) بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِي،

وَبَعْدَ أَنْ مُنِيَ بِبُهَمِ الرِّجَالِ ـ

وَذُؤْبَانِ الْعَرَبِ وَمَرَدَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ،

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَاراً لِلْحَرْبِ ـــــ

أَطْفَأَهَا اللهُ

جلدی میں آگ لے جانے والے کی ....

ایک چنگاری........ !

قدم قدم روندن میں آنے والی مخلوق!

گڑھوں میں جمع ....

گندے پانی سے اپنی پیاس بُجھاتے تھے۔ گھانس پھونس سے پیٹ بھرتے تھے!

ذلّت وخواری........

تمہارا مُقدر بنی ہوئی تھی، ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا کہ آس پاس کے لوگ کہیں اغوا نہ کرلیں۔

اللہ نے تمہیں ان تمام اندوہناک واقعات سے ....

حضور محمد مصطفیٰ کے صدقے ....

نجات دلائی۔ تمہارے دلدّر دُور ہوگئے........ !

سرکار ختم المرسلین نے ....

زور آوروں کے ہاتھوں بڑے شدائد برداشت کیے مگر عرب کے بھیڑیوں اور سرکش اہلِ کتاب کا جم کر مقابلہ کیا۔

دشمن جب بھی ....

جنگ کے شعلے بھڑکاتے اللہ ان لوکوں کو بُجھا دیتا........ !

اَوْ نَجَمَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ اَوْ فَغَرَتْ

فَاغِرَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قَذَفَ اَخَاهُ فِيْ لَهَوَاتِهَا

فَلَا يَنْكَفِئُ حَتّٰى يَطَأَ صِمَاخَهَا

بِاَخْمَصِهٖ

وَيُخْمِدَ لَهَبَهَا بِسَيْفِهٖ ، مَكْدُوْداً

فِيْ ذَاتِ اللهِ ، مُجْتَهِداً فِيْ اَمْرِاللهِ ،

قَرِيْباً مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ، سَيِّداً فِيْ

اَوْلِيَاءِ اللهِ

مُشَمِّراً ، نَاصِحاً ، مُجِدّاً ، كَادِحاً ،

لَا تَاْخُذُهٗ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ ،

اور........

جس لمحے بھی شیطان کے ساتھی کوئی فتنہ کھڑا کرتے یا مُشرکوں میں سے کوئی اژدہے کی طرح بڑا سا مُنہ کھولتا،

خاتم الانبیاءؐ........،

اسلام کے تحفظ کے لیے اپنے بھائی علیؑ کو آگے کر دیتے تھے!

پھر علیؑ،

چڑھائی کرنے والوں کو جب تک پامالِ شجاعت نہیں کر دیتے واپس نہیں آتے تھے۔

ہاں........!

فتنوں کی آگ کو اپنی تیغ کے پانی سے بُجھا کر دم لیتے۔ خدا کی راہ میں ہر سختی جھیلتے اور دین کو بچانے کے واسطے کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھتے۔ وہ اللہ کے رسولؐ سے بہت قریب تھے اور پاک پروردگار نے اُنہیں اپنے اولیاء کی سروری عطا فرمائی تھی۔

علیؑ، جہاد کے واسطے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے، وہ اُمّت کے خیر خواہ تھے۔ اللہ کا ہر حکم دل سے بجالاتے۔ دین کے تمام امور کے لیے جان توڑ کوشش کرتے۔

نیز جب بات خدا کی ہو تو پھر کوئی کچھ کہے اُسے خاطر میں نہیں لاتے تھے!

وَاَنْتُمْ فِي رَفَاهِيَةٍ مِنَ الْعَيْشِ

وَادِعُونَ فَاكِهُونَ آمِنُونَ

تَتَرَبَّصُونَ بِنَا الدَّوَائِرَ وَتَتَوَكَّفُونَ الْأَخْبَارَ

وَتَنْكُصُونَ عِنْدَ النِّزَالِ وَتَفِرُّونَ مِنَ الْقِتَالِ

مگر تم تو ان دنوں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔

سکھ چین سے، امن وامان کی چھاؤں میں اطمینان کی سانس لے رہے تھے۔

اور اس انتظار میں تھے کہ ....

ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں اور تمہیں یہ بُری خبر سُننے کو ملے۔

جنگ کے موقع پر تم کنائی کاٹ جاتے تھے۔اور لڑائی دیکھ کر فرار کی راہیں ڈھونڈنے لگتے تھے........!

٦

اور........

جب پیغمبرؐ اکرم۔ اِس دُنیا میں

نہ رہے........!

فَلَمَّا اخْتَارَ اللهُ لِنَبِيِّهِ دَارَ أَنْبِيَائِهِ

وَمَأْوَى أَصْفِيَائِهِ

ظَهَرَ فِيكُمْ حَسِيكَةُ النِّفَاقِ

وَسَمَلَ جِلْبَابُ الدِّيْنِ

وَنَطَقَ كَاظِمُ الْغَاوِيْنَ

وَنَبَغَ خَامِلُ الأَقَلِّيْنَ

وَهَدَرَ فَنِيْقُ الْمُبْطِلِيْنَ فَخَطَرَ

فِي عَرَصَاتِكُمْ

وَأَطْلَعَ الشَّيْطَانُ رَأْسَهُ مِنْ

مَغْرِزِهِ هَاتِفاً بِكُمْ ،

فَأَلْفَاكُمْ لِدَعْوَتِهِ مُسْتَجِيْبِيْنَ

اور جب........

پروردگارِ عالم نے اپنے نبیؐ کے قیام کے لیے پیغمبروں کی راہ سرا اور منتخب ہستیوں کے آرام کدے کو پسند فرمایا۔

تو پھر ....

تمہارے دلوں میں نفاق کے کانٹے نکل آئے........!

دین نے تمہیں جو پوشاک پہنائی تھی ....

وہ تار تار ہو چکی ہے........!

ہاں........!

وہ گمراہ جو کسی باعث چُپ تھے اب اُن کی بھی زبانیں چلنے لگیں!

اور........

کچھ بے ننگ و نام افراد نے بھی سر اُٹھانا شروع کردیا۔

جب تم سچائی کا میدان ....

چھوڑ گئے تو حق نا آشنا گروہ کے اُونٹ بلبلانے لگے اور باطل پرست در آئے۔

شیطان نے ....

اپنی کمین گاہ سے سر نکالا۔ اور تمہیں پکارنے لگا۔

اکثر لوگ اُس کی آواز سُن کر لپک پڑے ....!

وَلِلْغِرَّةِ فِيهِ مُلاحِظِينَ ،

ثُمَّ اسْتَنْهَضَكُمْ فَوَجَدَكُمْ

خِفافاً

وَأَحْمَشَكُمْ فَأَلْفاكُمْ

غِضاباً ،

فَوَسَمْتُمْ غَيْرَ إبِلِكُمْ

وَوَرَدْتُمْ غَيْرَ مَشْرَبِكُمْ ، هذا!

وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ وَالْكَلْمُ رَحِيبٌ

وَالْجُرْحُ لَمَّا يَنْدَمِلْ

وَالرَّسُولُ لَمَّا يُقْبَرْ ، ابْتِداراً

زَعَمْتُمْ خَوْفَ الْفِتْنَةِ

اور آخر کار........

اس پر ریجھ کر سب نے اُسے اپنا منظورِ نظر بنالیا۔

نتیجتاً........

اُس نے تمہیں اپنے ڈھرّے پر لگایا اور تم اپنے ہلکے پن کے کارن اُس کے ہو کر رہ گئے۔

پھر وہ تمہارے جذبۂ غضب کو بھڑکانے میں کامیاب رہا۔

اور تم آپے سے باہر ہو گئے........!

دوسروں کے اُونٹوں پر نشان لگا کر، اُنہیں ہتیانے لگے!

پرائے گھاٹ کو اپنا گھاٹ سمجھ بیٹھے........!

ہاں........!

تم نے........،

رسولؐ سے جو عہد و پیمان کیا تھا وہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ دیکھو!

زخم بہت کاری ہیں!

اور گھاؤ........ بھرے نہیں!

پیغمبرؐ اکرم کو سپردِ خاک تک نہیں کیا گیا تھا کہ تم نے اس بہانے کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوجائے جلدی سے جو کرنا تھا کر گزرے۔

(اِلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ)

فَهَيْهَاتَ مِنْكُمْ وَكَيْفَ بِكُمْ

وَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

وَكِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ،

اُمُوْرُهٗ ظَاهِرَةٌ

وَاَحْكَامُهٗ زَاهِرَةٌ وَاَعْلَامُهٗ

بَاهِرَةٌ وَزَوَاجِرُهٗ لَائِحَةٌ وَاَوَامِرُهٗ

وَاضِحَةٌ،

وَقَدْ خَلَّفْتُمُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِكُمْ،

مگر یادرکھو........!

''کہ تم ایک بہت بڑے فتنے میں پھنس چکے ہو........

اور........

جہنّم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے۔''[1]

حیرت ہے ....!

تم نے یہ سوچا کیسے........ ؟

تم کدھر جارہے ہو........ ؟

خدا کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے۔اوراس کی تمام باتیں بہت واضح ہیں۔

قرآن کے تمام فرمان روشن، اُس کی نشانیاں ضیابار،

اور........

اَمرونہی کے سارے قاعدے لَو دیتے ہیں۔

پھر بھی تم نے ....

اس آئینِ زندگی کو پسِ پُشت ڈال دیا........!

---

[1] سورۂ توبہ، آیت: ۴۹

أَرَغْبَةً عَنْهُ تُرِيدُونَ أَمْ بِغَيْرِهِ
تَحْكُمُونَ ؟
بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلاً ،
(وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِيناً
فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ
مِنَ الخَاسِرِينَ) .
ثُمَّ لَمْ تَلْبَثُوا إِلَّا رَيْثَ أَنْ تَسْكُنَ
نَفْرَتُهَا وَيَسْلَسَ قِيَادُهَا
ثُمَّ أَخَذْتُمْ تُورُونَ وَقْدَتَهَا
وَتُهَيِّجُونَ جَمْرَتَهَا

اچھا........!

تم نے قُرآن سے مُنہ پھیر لیا ہے یا........

اب اس کے بغیر ہی فیصلے کرو گے؟

ظالموں نے........

قُرآن کے بدلے جو ریت اپنائی ہے وہ........

بدترین روش ہے۔

اور جو اسلام کے سوا کسی اور نظام کو اپنائے گا وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔نیز جو یہ کرے گا وہ آخرت میں بڑا گھاٹا اٹھائے گا۔[1]

تم نے بڑی پُھرتی سے........

خلافت کے بدکے ہوئے ناقے کو ہتھیالیا، اِتنا بھی انتظار نہ کرسکے کہ پہلے رام کرلیتے پھر مہار تھامتے........ !

اور اِس کے بعد........

تم سب نے مِل کر فتنوں کی آگ سلگائی اور ہنگاموں کے شعلے بھڑکائے۔

---

[1] سورۂ آلِ عمران۔ آیت: ۸۵

وَتَسْتَجِيبُونَ لِهِتَافِ الشَّيْطَانِ الْغَوِيِّ

وَإِطْفَاءِ أَنْوَارِ الدِّينِ الْجَلِيِّ ـــــ

وَإِهْمَالِ سُنَنِ النَّبِيِّ الصَّفِيِّ،

تَشْرَبُونَ حَسْواً فِي ارْتِغَاءٍ

وَتَمْشُونَ لِأَهْلِهِ وَوُلْدِهِ ـــــ

فِي الْخَمَرِ وَالضَّرَّاءِ

وَنَصْبِرُ مِنْكُمْ عَلَى مِثْلِ ـــــ

حَزِّ الْمُدَى وَوَخْزِ السِّنَانِ ـــــ

فِي الْحَشَاءِ

وَأَنْتُمُ الْآنَ تَزْعُمُونَ أَنْ لَا إِرْثَ لَنَا

گمراہ شیطان کی پکار پر لبیک کہنے لگے ....!

ہائے ....!

دین کے اُجالوں کو گھُپ اندھیروں میں بدل دیا........

اور ....

اللہ کے برگزیدہ نبیؐ کی تعلیمات پر پردے ڈال دیے۔

تمہارا ظاہر ....

تمہارے باطن کا ساتھ نہیں دیتا........ کہتے کچھ ہو

اور کرتے کچھ ہو........!

خاندانِ نبوت کو........

سامنے سے ہٹانے اور ہر طرح سے ستانے کے لیے تم کیا کیا چالیں نہیں چلے ....؟

خیر ....!

ہم تمہاری اس ایذا رسانی پر صبر کرتے ہیں۔ اسی طرح جیسے ہمّت والے نیزے اور خنجر کے زخم کھا کر........

بُردباری دکھاتے ہیں۔

تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ....

اللہ نے ہمیں وراثت کے حق سے محروم رکھا ہے ....؟

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ تَبْغُونَ

(وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْماً لِقَوْمٍ

يُوقِنُونَ ؟)

أَفَلَا تَعْلَمُونَ ؟ بَلَىٰ قَدْ تَجَلَّىٰ

لَكُمْ كَالشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ ـــ

أَنِّي إِبْنَتُهُ !

کیا........

جاہلیت کا طرزِ عمل........

اختیار کرنا چاہتے ہو........ ؟!

حالانکہ........

یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں۔ [1]

کیا تم ان باتوں سے واقف نہیں ہو........ ؟

اور یہ حقیقت تو دوپہر کے سورج کی طرح عیاں ہے کہ میں تمہارے رسولؐ کی بیٹی ہوں۔

---

[1] سورۂ مائدہ۔ آیت ۵۰

ط

وارث ضمیر رسالتؐ .... اور فدک کی بات.......!

أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ ءَ أُغْلَبُ عَلَى إِرْثِي ؟
يَابْنَ أَبِي قُحَافَةَ أَفِي كِتَابِ اللهِ
أَنْ تَرِثَ أَبَاكَ وَلَا أَرِثَ أَبِي ؟!
لَقَدْ جِئْتَ شَيْئاً فَرِيّاً !
أَفَعَلَى عَمْدٍ تَرَكْتُمْ كِتَابَ اللهِ
وَنَبَذْتُمُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ؟
إِذْ يَقُولُ :
(وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ) ،
وَقَالَ فِيمَا اقْتَصَّ مِنْ خَبَرِ
يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا إِذْ قَالَ :

مسلمانو........!

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے قانونی حق اپنے ورثے سے زبردستی محروم کیے جانے پر خاموش رہوں؟

اے ابو قحافہ کے بیٹے........!

خدا کی کتاب میں کیا یہی لکھا ہوا ہے........

کہ........

تمہیں تو اپنے باپ کا ورثہ مل جائے........ اور

مجھے اپنا ترکہ پدری نہ ملنے پائے!

یہ بڑے اچنبھے میں ڈال دینے والی بات ہے!

اچھا! بتاؤ تو سہی! تم لوگوں نے جان بوجھ کر خدا کی کتاب سے رشتہ توڑ کر اُسے پیٹھ پیچھے ڈال دیا ہے۔

ورنہ قرآن تو ہانکے پکارے کہہ رہا ہے کہ:........

''سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث قرار پائے۔''[1]

اور یحییٰؑ ابنِ زکریا کے بارے میں ارشاد ہوا کہ........

اللہ کے خاص بندے زکریا نے یوں دعا کی تھی:

---

[1] سورۂ نمل۔ آیت: ۱۶

﴿فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي
وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾
وَقَالَ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾
وَقَالَ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾.
وَقَالَ:
﴿إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾

پروردگارا........!

''تو اپنے کرم سے مجھے ایک ایسا جانشین مرحمت کردے........

جو.........

میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوبؑ کا ورثہ بھی اسی کو ملے۔'' [1]

نیز خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے:........

''اور اللہ کی کتاب میں ہے کہ خون کا رشتہ رکھنے والے ہی ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔'' [2]

اس کے علاوہ........

یہ بھی اسی کا فرمان ہے:........

''اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں یہ ہدایت کرتا ہے کہ مَرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔'' [3]

پھر یہ بھی اُسی کا حکم ہے:........

''اگر کوئی مرنے والا کچھ مال و دولت چھوڑ جائے تو والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے حسبِ دستور وصیّت کرجائے۔

یہ پرہیزگاروں پر ایک حق ہے۔'' [4]

---

[1] سورۂ مریم۔ آیت: ۵، ۶   [2] سورہ انفال۔ آیت: ۷۵

[3] سورۂ نساء۔ آیت: ۱۱   [4] سورہ بقرہ۔ آیت: ۱۸۰

وَزَعَمْتُمْ اَنْ لَاحُظْوَةَ لِيْ وَلَا اَرِثَ

مِنْ اَبِيْ وَلَا رَحِمَ بَيْنَنَا ؟!

اَفَخَصَّكُمُ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ اَخْرَجَ مِنْهَا

اَبِيْ ؟

اَمْ هَلْ تَقُوْلُوْنَ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ

لَايَتَوَارَثَانِ ؟

اَوَلَسْتُ اَنَا وَاَبِيْ مِنْ اَهْلِ مِلَّةٍ وَاحِدَةٍ ؟

اَمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِخُصُوْصِ الْقُرْاٰنِ

وَعُمُوْمِهِ مِنْ اَبِيْ وَابْنِ عَمِّيْ ؟

فَدُوْنَكَهَا مَخْطُوْمَةً مَرْحُوْلَةً

تَلْقَاكَ يَوْمَ حَشْرِكَ ،

ان تمام دلائل کے باوجود........

پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ میری کوئی حیثیت نہیں، میں کوئی حق نہیں رکھتی، میں اپنے باپ کی وارث نہیں، میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں ؟

بتاؤ تو سہی........!

اللہ نے تمہارے لیے کوئی ایسی خاص آیت نازل کی تھی جس کا اطلاق میرے باپ پر نہیں ہوتا ؟

اور کہیں یہ تو نہیں سمجھ بیٹھے ہو کہ ....

دو الگ الگ مذہب رکھنے والے ....

ایک دوسرے کے وارث نہیں قرار پاتے۔

کلمہ پڑھنے والو........!

سچ بتاؤ۔

میں، اور میرے باپ، ایک دین ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ؟

یا پھر تم لوگ قرآن کے خاص اور عام احکام کے بارے میں میرے پدرِ بزرگوار اور میرے شریکِ حیات سے زیادہ جانتے ہو؟

اچھا لو! سواری پر کاٹھی کسی ہوئی ہے ....

یہ مہار، وہ راستہ۔

چلو........! اب حشر میں ملاقات ہوگی۔

فَنِعْمَ الحَكَمُ اللهُ وَالزَّعِيمُ مُحَمَّدٌ

وَالمَوْعِدُ القِيَامَةَ، وَعِنْدَ السَّاعَةِ

يَخْسَرُ المُبْطِلُونَ

وَلَا يَنْفَعُكُمْ إِذْ تَنْدَمُونَ وَ﴿لِكُلِّ

نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾

﴿مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ﴾

جہاں میرِ عدالت اللہ ہوگا۔ جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔
اور محمد مصطفےٰ ہماری وکالت فرمائیں گے۔
سنو! داوری کی جگہ عرصۂ قیامت ہے۔ اور جب وہ گھڑی آئے گی تو سارے باطل پرست نقصان اُٹھائیں گے۔
اُس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ملے گا........
اور ہر خبر اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔
نیز جلد ہی تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ [1]
کہ ....
اِس عذاب کی زَد میں آ کر کون رُسوا ہوتا ہے۔ اور سدا رہنے والی وہ مصیبت کس پر نازل ہوتی ہے؟ [2]

---

[1] سورۂ انعام۔ آیت: ۶۷

[2] سورۂ زمر۔ آیت: ۴۰

٨

جماعت انصار
سے
خطاب

ثُمَّ رَمَتْ بِطَرْفِهَا نَحْوَ الأَنْصَارِ فَقَالَتْ:

يَا مَعْشَرَ الْفِتْيَةِ وَأَعْضَادَ الْمِلَّةِ

وَحَضَنَةَ الإِسْلاَمِ!

مَا هٰذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي وَالسِّنَةُ

عَنْ ظُلاَمَتِي؟

أَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ص أَبِي يَقُولُ:

اَلْمَرْءُ يُحْفَظُ فِي وُلْدِهِ

سَرْعَانَ مَا أَحْدَثْتُمْ وَعَجْلاَنَ

ذَا إِهَالَةً

وَلَكُمْ طَاقَةٌ بِمَا أُحَاوِلُ وَقُوَّةٌ عَلَى

مَا أَطْلُبُ وَأُزَاوِلُ

پھر آپؑ نے انصار کی طرف متوجہ ہوکر ارشادفرمایا:

جواں مَردو.........!

ملّت کے بازوٶ.........!

اسلام کی مدد کرنے والو.........!

میرے حق میں یہ غفلت!

اِس درجہ تساہل ....! اورمیرے ساتھ انصاف کرنے میں اتنی کوتاہی کا کیا مطلب ہے؟

کیا اللہ کے رسولؐ اور ....

میرے پدرِ نامدار نے یہ نہیں فرمایا تھا........

کہ ....

جن شخصیتوں کی تعظیم کی جائے اُن کی اولاد کا احترام بھی ضروری ہے۔ کس تیزی سے ....

تم نے بدعتیں پھیلائیں اور کتنی جلدی تمہارے........

چُھپے ارادے سامنے آ گئے!

حالانکہ تم........

میرے مقصد میں تعاون کر سکتے تھے، اور میرا منشاء پورا کرنے کی سکت بھی رکھتے ہو۔

اَتَقُولُونَ ماتَ مُحَمَّدٌ(ص) ؟

فَخَطْبٌ جَلِيلٌ اِسْتَوْسَعَ وَهْنُهُ

وَاسْتَنْهَرَ فَتْقُهُ وَانْفَتَقَ رَتْقُهُ ،

اُظْلِمَتِ الاَرْضُ لِغَيْبَتِهِ

وَكُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَانْتَثَرَتِ

النُّجُومُ لِمُصِيبَتِهِ

وَ اَكْدَتِ الْاٰمالُ وَخَشَعَتِ الْجِبالُ

وَ اُضِيعَ الْحَرِيمُ وَ اُزِيلَتِ الْحُرْمَةُ

عِنْدَ مَماتِهِ ،

فَتِلْكَ وَاللهِ النّازِلَةُ الْكُبْرىٰ

وَالْمُصِيبَةُ الْعُظْمىٰ

کیا اب تم ....

یہ بہانہ بناؤ گے کہ محمدؐ تو اس دُنیا میں رہے نہیں ....!

ہاں........!

اُن کی رحلت ایک عظیم سانحہ ہے۔ اِسلام کی عمارت میں وہ دراڑ پڑی ہے جو وقت کے ساتھ چوڑی ہوتی جارہی ہے۔

بہت بڑا رخنہ........!

ایسا شگاف جسے کسی طور نہیں بھرا جاسکتا........!

اُن کے رُخصت ہوجانے سے زمین پر اندھیرا چھا گیا!

اِس حادثے کے باعث ....

سُورج گہنا گیا........ چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی!

ستاروں کی رونق جاتی رہی!

سارے ارمان خاک میں مل گئے ....! پہاڑوں کی شان و شوکت میں فرق آ گیا!

پیغمبر کریمؐ کے سفرِ آخرت سے نہ ہماری کوئی عزّت رہی اور نہ حضورؐ ہی کے احترام کا لحاظ رکھا گیا........!

بخدا........!

یہ بہت بڑی واردات اور عظیم حادثہ ہے!

لَا مِثْلَهَا نَازِلَةٌ وَلَا بَائِقَةٌ عَاجِلَةٌ

أَعْلَنَ بِهَا كِتَابُ اللهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي

أَفْنِيَتِكُمْ هِتَافًا وَصُرَاخًا وَتِلَاوَةً وَإِلْحَانًا

وَلَقَبْلَهُ مَا حَلَّ بِأَنْبِيَاءِ اللهِ وَرُسُلِهِ،

حُكْمٌ فَصْلٌ وَقَضَاءٌ حَتْمٌ

(وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ

يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ

يَضُرَّ اللهَ شَيْئًا

صحنِ عالم میں ....

نہ اِس جیسا کوئی دل ہلا دینے والا واقعہ پیش آیا، اور نہ چشمِ فلک نے کبھی اِتنی بڑی مُصیبت دیکھی ....!

اللہ کی کتاب نے ....

پیش گوئی کر دی تھی .... اور لوگ قرآنِ حکیم کی

ان آیتوں کو اپنے اپنے گھروں میں ....

شام وسحر، زور، زور، دھیمی آواز میں .... اور

خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے رہتے تھے۔

مَوت برحق ہے ....

اور قبل ازایں خدا کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں کو اِس صُورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا۔

یہ قدرت کا ایک حتمی فیصلہ اور قطعی حُکم ہے ....!

''محمدؐ! بس ....! اللہ کے ایک رسولؐ ہیں۔

اُن سے پہلے اور پیغمبر بھی گزر چکے ہیں۔

اب اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم پیچھے کی طرف پھر جاؤ گے؟

اور جو منحرف ہوگا اُس سے اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا!

وَسَيَجْزِى اللهُ الشَّاكِرِينَ)

اَيُّهَا بَنِى قَيْلَةَ ءَ اُهْضَمُ تُراثَ اَبِى ؟

وَ اَنْتُمْ بِمَرأىً مِنِّى وَمَسْمَعٍ

وَ مُنْتَدىً وَمَجْمَعٍ ،

تَلْبَسُكُمُ الدَّعْوَةُ وَتَشْمَلُكُمُ الْخُبْرَةُ

وَ اَنْتُمْ ذَوُوالعَدَدِ وَالْعُدَّةِ وَالاَداةِ

وَالْقُوَّةِ وَعِنْدَكُمُ السِّلاحُ وَالجُنَّةُ

تُوافِيكُمُ الدَّعْوَةُ فَلاتُجِيبُونَ

وَتَأْتِيكُمُ الصَّرخَةُ فَلا تُغِيثُونَ

البتہ ....!

جوخدا کے شکر گزار بندے ہیں انہیں وہ اس کا صلہ دے گا۔"[1]

ہاں........! قیلہ کے فرزندو........![2]

میرے باپ کی میراث مجھ سے چھینی جائے،

وہ بھی تمہاری آنکھوں کے سامنے........!

تم سُن رہے ہو........ تمہاری محفلوں میں اس کے تذکرے ہیں۔ تمہارے مجمعوں میں اس کے چرچے ہیں........!

میری آواز بھی تم تک پہنچ چکی ہے اور میری بات سے بھی تم سب آگاہ ہو!

پھر تمہاری تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ تمہارے پاس رسد بھی ہے۔ قوت بھی ہے۔ ہتھیار بھی ہیں اور دفاعی سامان بھی ہے۔

مگر اس کے باوجود........،

میری پکار سنتے ہو اور دم سادھ لیتے ہو۔ میری فریاد تمہارے کانوں سے ٹکراتی ہے اور جواب نہیں دیتے!

☆[1] سورۂ آلِ عمران۔ آیت: ۱۴۴

[2] انصار کے مشہور ومعروف قبیلے ''اوس وخزرج'' جس محترم خاتون سے قابلِ فخر نسبت رکھتے ہیں اُن کا نام تھا: قیلہ بنت کاہل۔

وَأنتُمْ مَوْصُوفُونَ بِالكَمَالِ ،

مَعْرُوفُونَ بِالخَيْرِ وَالصَّلَاحِ ،

وَالنُّخْبَةُ الَّتِي انْتُخِبَتْ وَالخِيرَةُ الَّتِي

اخْتِيرَتْ لَنَا أهْلَ البَيْتِ ،

قَاتَلْتُمُ العَرَبَ وَتَحَمَّلْتُمُ الكَدَّ وَالتَّعَبَ

وَنَاطَحْتُمُ الأُمَمَ وَكَافَحْتُمُ البُهَمَ ،

لَا نَبْرَحُ أوْ تَبْرَحُونَ نَأمُرُكُمْ فَتَأتَمِرُونَ

حَتَّى إذَا دَارَتْ بِنَا رَحَى الإسْلَامِ

وَدَرَّ حَلَبُ الأيَّامِ

وَخَضَعَتْ نَعْرَةُ الشِّرْكِ وَسَكَنَتْ

فَوْرَةُ الإفْكِ

حالانکہ بہادری تمہارا طرۂ امتیاز۔اور خیر و صلاح کی خُوبیاں تمہاری شناخت بن چکی ہیں۔

تم رسولؐ کے پسندیدہ لوگوں میں گِنے جاتے ہو........ اور ....

حضورؐ ہی کے چُنے ہوئے اشخاص میں تمہارا شمار ہوتا ہے۔

عربوں کے مقابلے پر تم ہی آئے ....

اور........

ہر طرح کی مُشکلوں، سختیوں اور اذیتوں کا سامنا کیا!

تم ہی تھے........

جو مختلف قوموں سے نبرد آزما ہوئے .... اور

بڑے بڑے جیالوں کا سر جُھکا دیا........ !

اِس میں شک نہیں!

کہ تم نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا........ ہماری بات مانی۔

ہم نے جو کہا اُسے دل سے منظور کیا!

یہاں تک کہ اسلام کا دامن پھیل کر ہمہ گیر بنا اور اس کے ثمرات سب کا مقسوم قرار پائے۔

شِرک کے نعرے دَبے........ جُھوٹ کا زور ٹوٹا!

وَخَمِدَتْ نِيرَانُ الْكُفْرِ وَهَدَأَتْ
دَعْوَةُ الْهَرْجِ ،
وَاسْتَوْسَقَ نِظَامُ الدِّيْنِ
فَأَنَّى حِرْتُمْ بَعْدَ الْبَيَانِ وَأَسْرَرْتُمْ
بَعْدَ الْإِعْلَانِ
وَنَكَصْتُمْ بَعْدَ الْإِقْدَامِ وَأَشْرَكْتُمْ
بَعْدَ الْإِيمَانِ ؟
(أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا
إِيمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ
وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

کُفر کی آ گ بجھی ....

اور........

تخریب کاری کی جُرأت مات کھا گئی ....!

کیونکہ ....

دین کا نظام مستحکم ہوگیا تھا۔

مگر یہ بتاؤ کہ ....

حقیقت روشن ہونے کے بعدتم حیران کیوں ہو........؟

اور........

واقعات کے الم نشرح ہونے کے ساتھ اُن پر پردے کیوں ڈالنے لگے؟ آگے بڑھنے والے پیچھے کی طرف پلٹ گئے ....

اور........

جوایمان لائے تھے وہ شرک کی راہوں پر چل پڑے۔

"کیاتم اُن سے برسرِ پیکار نہیں ہوگے........

جواپنے قول وقرار سے پھر جاتے ہیں،

اورجنہوں نے رسولؐ تک کو ملک بدر کرنے کا ....

منصوبہ بنایا تھا........

ہاں! ان ہی لوگوں نے زیادتی شروع کی تھی۔

اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ

اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ)

اَلَا وَ قَدْ اَرىٰ اَنْ قَدْ اَخْلَدْتُمْ

اِلَى الْخَفْضِ

وَ اَبْعَدْتُمْ مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِالْبَسْطِ وَالْقَبْضِ

وَخَلَوْتُمْ بِالدَّعَةِ وَ نَجَوْتُمْ

مِنَ الضِّيْقِ بِالسَّعَةِ فَمَجَجْتُمْ

مَا وَعَيْتُمْ وَ دَسَعْتُمُ الَّذِىْ تَسَوَّغْتُمْ

(فَاِنْ تَكْفُرُوا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

فَاِنَّ اللهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ)

کیا تم اُن سے ڈرتے ہو........؟

اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو........ اُسے

اِس کا زیادہ حق ہے۔''[1]

اچھا........!

میں دیکھ رہی ہوں کہ تم خاصے تن آسان بن گئے ہو!

اور وہ........

جو ریاست کا نظم ونسق چلانے کا اہل تھا........ اُس سے

کنارہ کش ہو رہے ہو!

نیز تم نے........

اپنے لیے کُنجِ عافیت تلاش کر لیا۔ تنگ دستی سے نکل کر

دھن دولت سمیٹنے میں لگ گئے ہو!

تمہارے دل کی بات سامنے آ گئی........ تم نے اپنے

سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیا........

''اگر تم اور زمین کے سارے باسی بھی کُفر کو اپنا شعار بنالیں تو

اللہ بے نیاز اور قابلِ ستائش ہے۔'' [2]

---

[1] سورۂ توبہ۔ آیت: ۱۳۔ [2] سورۂ ابراہیم۔ آیت: ۸

أَلاَ وَقَدْ قُلْتُ مَا قُلْتُ عَلىٰ مَعْرِفَةٍ مِنِّي

بِالْخَذْلَةِ الَّتِي خَامَرَتْكُمْ

وَالْغَدْرَةِ الَّتِي اسْتَشْعَرَتْهَا قُلُوبُكُمْ

وَلٰكِنَّهَا فَيْضَةُ النَّفْسِ وَنَفْثَةُ الْغَيْظِ

وَخَوَرُ الْقَنَاةِ وَبَثَّةُ الصَّدْرِ

وَتَقْدِمَةُ الْحُجَّةِ.

فَدُونَكُمُوهَا فَاحْتَقِبُوهَا

دَبِرَةَ الظَّهْرِ، نَقِبَةَ الْخُفِّ، بَاقِيَةَ الْعَارِ،

مَوْسُومَةً بِغَضَبِ الْجَبَّارِ وَشَنَارِ الأَبَدِ،

مَوْصُولَةً بِنَارِ اللهِ الْمُوقَدَةِ الَّتِي

تَطَّلِعُ عَلَى الأَفْئِدَةِ،

مجھے جو کہنا تھا وہ کہہ چکی .... اور یہ ساری باتیں اس
علم ویقین کی بنیاد پر تھیں کہ ....

بے وفائی تمہارے خُون میں گردش کررہی ہے۔ پیمان شکنی
تمہارے ذہن وفکر پر چھائی ہوئی ہے۔

اور اِس گفتگو کو درد کا لاوا جانو جو بے اختیار اُبل پڑا۔یا
کلیجے کی آگ تھی جو ایک دم بھڑک اُٹھی ....!

تاب وتواں جواب دے رہی تھی، رنج وغم حدوں سے گزر چکا
تھا۔

پھر سب سے بڑی بات یہ کہ حجت تمام کرنا چاہتی تھی!

اب تم!........

اِقتدار کے اُونٹ کو سنبھالو۔ اور اس پر پالان کس لو۔

مگر! خیال رہے کہ اس کی پیٹھ لہولہان اور پَیر زخمی ہیں۔

پھر ناجائز قبضے کا داغ کبھی مٹنے والا نہیں!

نیز ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اِس سے خدا کا غضب نازل
ہوگا........ اور ہمیشہ کے لیے ننگِ خلائق بن جاؤ گے۔

اور یہ حالت اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے وابستہ ہے
جس کی لپک دلوں تک پہنچتی ہے!

فَبِعَيْنِ اللّٰهِ مَا تَفْعَلُوْنَ
(وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
يَنْقَلِبُوْنَ)
وَ اَنَا اِبْنَةُ نَذِيْرٍ لَكُمْ بَيْنَ يَدَیْ
عَذَابٍ شَدِيْدٍ
فَاعْمَلُوْا اِنَّا عَامِلُوْنَ وَانْتَظِرُوْا
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

تمہارے کرتوت اُس قادرِ مُطلق کے سامنے ہیں!

''اور ....

ستم ڈھانے والوں کو جلد ہی معلوم ہوجائے گا........

کہ اُن کا کیا حشر ہوگا!''[۱]

سُنو !........

میں اُس کی بیٹی ہوں........

جو تمہیں سخت عذاب کی آمد سے پہلے خبردار کرنے والا ہے۔

بہر حال !........

تم اپنا کام کرتے رہو۔ہم اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

پھر تم بھی انتظار کرو، ہم بھی مُنتظر ہیں۔

---

[۱] سورۂ شعراء۔ آیت : ۲۲۷

٩

خواتین سے
گفتگو

سیّدہ عالمؑ جب اپنا معرکہ آرا خطاب انسانی ذہن اور تاریخ بشری کے حوالے فرما کر اپنے دارالشرف تشریف لے آئیں تو پورے مدینے میں ایک کُہرام مچ گیا!

خاص طور پر خواتین بہت متاثر تھیں۔ چنانچہ دوسرے دن اوّل وقت شہر کی تقریباً آدھی بیگمات بنتِ رسولؐ کی عیادت اور مزاج پُرسی، یا اُن کے مَردوں کی طرف سے معصومہؑ کی کمک میں جو کوتاہی ہوئی تھی اُس کے لیے معذرت طلب کرنے خاتونِ جنّت کے آستانے پر حاضر ہوئیں۔

کلام کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے: کَیْفَ اَصبَحْتِ مِنْ عِلَّتِكِ یَااِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ پیغمبرؐ خدا کی نُورِ نظر! اب طبیعت کیسی

ہے؟ ظاہر ہے .... اس کے جواب میں جنابِ سیّدہؑ اپنی صحت ہی کے بارے میں کچھ فرماتیں!

مگر نہیں ....! حبیبِ خداؐ کی دخترِ گرامیؑ نے اپنی جسمانی کیفیت۔ بیماری اور تندرستی یا ذاتی دُکھ درد پر بات نہیں کی! بلکہ اس وقت جو قابلِ بیان حقائق تھے اور عورتوں کے ذریعے دُور دُور تک پہنچانے کے لیے بعض ایسے اجتماعی سانحوں، دینی حادثوں اور اس قسم کے واقعات جن کے باعث آئین کی بالادستی کو گزند پہنچا تھا، صرف اور صرف اُن پر آپ نے قرآن کی زبان اور رسالت کے لہجے میں تبصرہ فرمایا!........

حمد وثنا کے بعد ارشاد ہوا:

أَصْبَحْتُ وَاللهِ عَائِفَةً لِدُنْيَاكُنَّ

قَالِيَةً لِرِجَالِكُنَّ،

لَفَظْتُهُمْ بَعْدَ أَنْ عَجَمْتُهُمْ

وَ شَنِئْتُهُمْ بَعْدَ أَنْ سَبَرْتُهُمْ،

فَقُبْحًا لِفُلُولِ الْحَدِّ وَاللَّعِبِ بَعْدَ الْجِدِّ

وَقَرْعِ الصَّفَاةِ وَصَدْعِ الْقَنَاةِ

وَخَطَلِ الْآرَاءِ وَزَلَلِ الْأَهْوَاءِ:

وَلَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ

وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ.

بخدا! آج صبح آنکھ کھلتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے تمہاری یہ دُنیا کاٹے کھا رہی ہے۔ تمہارے مَردوں سے بھی سخت بیزار ہوں۔

اِس لیے کہ میں نے انہیں ہر طرح سے جانا پرکھا۔ مگر جب معیار سے گرا ہوا پایا تو ان سے نفرت ہوگئی!

بُرا ہو ان کا!........ یہ کُند تلوار ہیں........،

وہ دماغ ہیں جو متانت چھوڑ کر سیاست کی بازی گری میں پھنس گئے ہر کہ و مہ کے سامنے جُھک جاتے ہیں........

یہ ناکارہ ہتھیار ہیں۔

نیز........

اُن کے خیالات کی ٹُوٹ پُھوٹ........

اور........

خواہشوں کے انحراف میں کتنی بُرائیوں کا عکس ہے۔

اِن کے نفس نے ان کے لیے جو مہیّا کیا ہے........

وہ بہت بُرا ہے........

اللہ ان پر غضب ناک اور یہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔[1]

---

[1] سورۂ مائدہ۔ آیت: ۸۰

لَاجَرَمَ لَقَدْ قَلَّدَتْهُمْ رِبْقَتَهَا

وَحَمَّلَتْهُمْ اَوْقَتَهَا وَشَنَّتْ عَلَيْهِمْ

غَارَاتِهَا،

فَجَدْعًا وَعَقْرًا وَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ.

وَيْحَهُمْ اَنَّى زَعْزَعُوْهَا عَنْ

رَوَاسِي الرِّسَالَةِ وَقَوَاعِدِ النُّبُوَّةِ

وَالدَّلَالَةِ وَمَهْبِطِ الرُّوحِ الْاَمِيْنِ

وَالطَّيِّبِيْنَ بِاُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ؟؛

اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ!

وَمَا الَّذِي نَقَمُوْا مِنْ اَبِي الْحَسَنِ؟

اِس صُورت حال کے پیشِ نظر ....
میں نے ان کا بوجھ ان ہی کی پشت و گردن پر ڈال دیا۔ اب یہ
ذلّت و رسوائی سمیٹتے رہیں۔
شُترِ بے مہار کی طرح........
ناک، کان اور کوچیں کٹواتے پھریں........
اِس قبیل کے آدمی جفا کار اور رحمت سے دُور رہتے ہیں۔
وائے ہو اُن پر !........
خلافتِ حقّہ کو رسالت و نبوت کی مضبوط اساس........
اور پہاڑ کی طرح مستحکم بنیادوں سے الگ کر دیا!
اُنہوں نے مقامِ والائے رہبری........
اور جبریلِ امین کے اُترنے کے مرکز سے........
اُس ذاتِ والا صفات کو........ جو دین و دُنیا کے
تمام اُمور کا حل کرنے والا تھا کیونکر جدا کیا؟
یہ نہایت واضح اور بہت بڑا نقصان ہے........! [1]
ابوالحسن (علیؑ) سے انہیں کس قسم کا اختلاف تھا........؟
کس بات کا بدلہ لیا گیا........ ؟

---

[1] سورۂ حج۔ آیت: ۱۱

نَقَمُوا مِنْهُ وَاللهِ نَكِيرَ سَيْفِهِ وَقِلَّةَ

مُبَالَاتِهِ لِحَتْفِهِ وَشِدَّةَ وَطْأَتِهِ

وَنَكَالَ وَقْعَتِهِ وَتَنَمُّرَهُ فِي ذَاتِ اللهِ.

وَتَاللهِ لَوْ مَالُوا عَنِ الْمَحَجَّةِ اللَّائِحَةِ

وَزَالُوا عَنْ قَبُولِ الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ

لَرَدَّهُمْ إِلَيْهَا وَحَمَلَهُمْ عَلَيْهَا

وَلَسَارَ بِهِمْ سَيْراً

سُجُحاً لَا يَكْلُمُ خِشَاشُهُ وَلَا يَكِلُّ

سَائِرُهُ وَلَا يَمَلُّ رَاكِبُهُ ،

وَلَأَوْرَدَهُمْ مَنْهَلاً نَمِيراً صَافِياً رَوِيّاً ،

تَطْفَحُ ضَفَّتَاهُ وَلَا يَتَرَنَّقُ جَانِبَاهُ ،

قسم خدا کی !........

اس انتقامی کارروائی کی وجہ صرف یہ تھی کہ ....

علیؑ کی تیغ نے بجلیاں برسائی تھیں لوگوں کو ان کی جاں نثاری اور حرب وضرب کی مہارت کھلتی تھی ۔

میدانِ جہاد میں اُن کے صفیں اُلٹ دینے والے شیرانہ حملوں کی خلش باقی رہ گئی تھی !........

پاک پروردگار کی سوگند........!

اگر یہ لوگ........

رسولِ اکرمؐ کے روشن نظمِ ہدایت سے پہلوتہی نہ کرتے

تو واضح دلیلوں سے منہ پھیر کر........

بے راہ ہونے والوں کو بھی رحمتِ عالمؐ کا سچا جانشین ....

پھر سے حق کے راستے پر لے آتا ۔

اور سب کو ایک سبک سار اور خوش رفتار قافلے کی طرح آرام آرام منزل تک لے جاتا........ نہ سواری کی جان ہلکان ہوتی اور نہ سوار کو تکان پہنچتی........ !

سب خوش وخرم صاف شفاف اور خوشگوار پانی کے چھلکتے ہوئے چشموں کے کنارے اُترتے !

وَلَاَصْدَرَهُمْ بِطَانًا وَنَصَحَ لَهُمْ سِرًّا وَاِعْلَانًا،

وَلَمْ يَكُنْ يَحْلٰى مِنَ الْغِنٰى بِطَائِلٍ

وَلَا يَحْظٰى مِنَ الدُّنْيَا بِنَائِلٍ

غَيْرَ رَيِّ النَّاهِلِ وَشَبْعَةِ الْكَافِلِ،

وَلَبَانَ لَهُمُ الزَّاهِدُ مِنَ الرَّاغِبِ

وَالصَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ

كَذَّبُوْا فَاَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ.

پھر کارواں سالار انہیں صحت و سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ واپس لاتا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ خلوت و جلوت میں اُنہیں نیک مشورے بھی دیتا۔ قیادت اگر علیؑ کے پاس رہتی تو وہ نہایت سیر چشم، دل کے غنی اور ہر طرح سے بے نیاز رہبر ثابت ہوتے۔

ہاں! ان کے دل میں صرف ایک خواہش تھی اور ہے وہ یہ کہ کیونکر کسی پیاسے کی پیاس بُجھادیں اور کس طرح کسی بھوکے کا پیٹ بھر دیں!

بس!........ اسی سے ظاہر ہوجاتا کہ اس دُنیا پر کون مرتا ہے اور کون اسے ٹھکرا دیتا ہے........ کسے سچا سمجھیں اور کسے جُھوٹا جانیں۔

اللہ فرماتا ہے:

"اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور........

پرہیزگاری کے راستے پر چل پڑتے تو ہم ان پر........

آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر اُنہوں نے جُھٹلایا........،

بنابریں........

ہم نے ان کے غلط کردار اور بُری کمائی کی وجہ سے انہیں دھرلیا۔"[1]

---

[1] سورہ اعراف۔ آیت: ۹۶

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيْبُهُمْ
سَيِّئَاتُ مَاكَسَبُوْا وَمَاهُمْ بِمُعْجِزِيْنَ.
اَلَا هَلُمَّ فَاسْتَمِعْ وَ مَاعِشْتَ اَرَاكَ الدَّهْرُ
عَجَباً!
وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ!
لَيْتَ شِعْرِىْ اِلٰى اَىِّ سَنَادٍ اسْتَنَدُوْا
وَعَلٰى اَىِّ عِمَادٍ اعْتَمَدُوْا
وَبِاَىِّ عُرْوَةٍ تَمَسَّكُوْا وَعَلٰى اَيَّةِ ذُرِّيَّةٍ
اَقْدَمُوْا وَاحْتَنَكُوْا؟ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ
لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلاً.

’’نیز اُن میں سے جو لوگ ظلم کرتے تھے وہ اپنی بداعمالی کا خمیازہ بھگتیں گے........ اور یہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے۔‘‘[1]

ہاں!........

ذرا ان کی واہی تواہی باتیں سُنو!........ اور جتنا جیو گے زمانے کے چلنوں اتنا ہی دنگ ہوتے رہو گے!

پھر سب سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز تو

اِس قوم کی باتیں اور اس کی منطق ہے!........

کاش! یہ تو معلوم ہوجاتا کہ ان لوگوں نے اپنے فکر و عمل کے لیے کِس دلیل کو سند مانا ہے اور کِس ستون کا سہارا لیا ہے؟

کِس کا دامن تھاما ہے........ اور کِس کی ذرّیت طاہرہ سے گستاخی کرکے اُن پر، وَار ہونے کی کوشش کی ہے........

کِس درجہ ناموزوں شخص کو کرتا دھرتا........

اور کتنے غیر مناسب آدمی کو اپنا خیر خواہ بنایا ہے!........[2]

ہاں!........

ستم ڈھانے والے اپنے کیے کا بہت بُرا بدلہ پائیں گے۔[2]

---

[1] سورۂ زمر۔ آیت: ۵۱ [2] اقتباس از سورۂ حج۔ آیت: ۱۳

إِسْتَبْدَلُوْا وَاللهِ الذُّنَابى بِالْقَوادِمِ

وَالْعَجُزَ بِالْكَاهِلِ،

فَرَغْماً لِمَعَاطِس قَوْمٍ يَحْسَبُوْنَ

اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعاً؛

اَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لكِنْ

لَايَشْعُرُوْنَ.

وَيْحَهُمْ: اَفَمَنْ يَهْدِىْ إِلَى الْحَقِّ

اَحَقُّ اَنْ يُتَّبَعَ

اَمْ مَنْ لَا يَهِدِّىْ اِلَّا اَنْ يُهْدىٰ

فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ؟

خدا جانتا ہے !........ انہوں نے اگلے شہپر چھوڑ کر........

پچھلے پنکھ کا آسرا لیا ہے۔ جس سے پرواز ممکن نہیں۔ اسی طرح

بازوؤں سے آنکھیں موڑ کر دم پر نگاہیں جمائی ہیں۔

ناک رگڑنا پڑے انہیں !........

جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو وہ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔[1]

درحقیقت یہ بڑے فسادی ہیں........، مگر

انہیں اس بات کا احساس نہیں۔[2]

ہائے ہائے !........

اچھا اب یہ بتاؤ !........

جو حق کی طرف لے جائے وہ رہبری کے سلسلے میں پیروی کے

قابل ہے........ یا وہ جو........

خود ہدایت کی راہوں سے ناواقف........ اور

رہنمائی کے لیے دوسروں کا محتاج ہو........؟

آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے........

کیسے فیصلے کرتے ہو؟[3]

---

[1] سورۂ کہف۔ آیت: ۱۰۴ [2] سورۂ بقرہ۔ آیت: ۱۲

[3] سورۂ یونس۔ آیت: ۳۵

أَمَّا لَعَمْرِي لَقَدْ لَقِحَتْ فَنَظِرَةً

رَيْثَمَا تُنْتِجُ

ثُمَّ احْتَلِبُوا مِلْءَ الْقَعْبِ

دَماً عَبِيطاً وَذُعَافاً مُبِيداً،

هُنَالِكَ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ

وَيَعْرِفُ التَّالُونَ غِبَّ مَا أَسَّسَ الأَوَّلُونَ

ثُمَّ طِيبُوا عَنْ دُنْيَاكُمْ أَنْفُساً

وَاطْمَأَنُّوا لِلْفِتْنَةِ جَأْشاً،

وَأَبْشِرُوا بِسَيْفٍ صَارِمٍ

وَسَطْوَةِ مُعْتَدٍ غَاشِمٍ

وَهَرْجٍ شَامِلٍ وَاسْتِبْدَادٍ مِنَ الظَّالِمِينَ،

اور اپنی جان کی قسم کھا کر کہتی ہوں........

کہ (جراثیم معاشرے کے جسم میں پہنچ چکے ہیں)........

اِقتدار کی اُونٹنی حمل سے ہے!........

نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے!........

مگر جب ناقے کو دوہنے جائیں گے تو دُودھ کے بدلے زہر گھلے ہوئے لہُو کی دھاروں سے برتن لبریز ہو جائے گا!

اِس ہنگام یہ بداطوار اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیں گے!

اور آنے والی نسلوں کو بھی معلوم ہوگا کہ پچھلے لوگوں نے جو بُنیاد ڈالی تھی اُس کا انجام کتنا ہولناک نکلا!

اب جاؤ!........ تم اپنی دُنیا سے جی بہلاؤ........

اور مستقبل میں اُٹھنے والے فتنوں کی خوشخبری بھی سُن لو!........

نیز آنے والا دور........

تمہیں معرکہ تیغ وگلو کی بشارت دے رہا ہے!........

حدوں سے گزرنے والے........

سنگ دلوں کے طرزِ ستم کا مُژدہ بھی پہنچے۔

اور وقت مُطلق العنان آمروں کی آشوب گری........

اور جفا شعاری کی نوید لے کر آ رہا ہے۔

يَدَعُ فَيْئَكُمْ زَهِيداً وَجَمْعَكُمْ حَصِيداً.

فَيَاحَسْرَةً لَكُمْ وَآلَىٰ بِكُمْ وَقَدْ:

عُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا

وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ.

آج تم اُن کے قبضے میں ہو جن کے کارن نہ تمہاری جان سلامت ہے اور نہ مال محفوظ دکھائی دیتا ہے۔

افسوس تمہارے حال پر !........

کدھر جاؤ گے........؟ کہاں امان پاؤ گے؟

اللہ نے جس نعمت سے مجھے نوازا وہ تمہیں سوجھتی نہیں،........

تو کیا اب زبردستی ہدایت کروں جبکہ تم اس سے نفرت کیے جارہے ہو۔!

الحمدللہ رب العالمین ۔

---

[1] سورۂ ہود، آیت: ۲۸

انقلاب کربلا کی پاسبان اور فلسفۂ شہادت کی ترجمان

حضرت زینب کبریٰ

کے تاریخ ساز اور عہد آفرین

خطبے

تحقیق و نگارش

حضرت آیۃ اللہ

علامہ سید ابنِ حسن نجفی

ادارۂ تمدن اسلام کراچی پاکستان